اُردو ترجمۂ کتاب

مکتوبات

حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی قدس سرّہ العزیز

مترجمہ

سگ درگاہ سرکار عالیہ نقشبندیہ ملک فضل الدین ککے زئی

بحسب فرمائش

ملک چنن الدین و ملک تاج الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی

تاجران کتب قومی

بازار کشمیری

لاہور

مطبع نولکشور پرنٹنگ ورکس لاہور میں نہایت اہتمام سے چھپی

تصوف کی سراپا رحمت نظیف قابل دید کتابوں کا سلسلہ

اُردو ترجمہ مقاصد السالکین

یہ کتاب ہر طالب حق کے لئے بے نظیر رہنما ہے۔ حضرت خواجہ ضیاء اللہ صاحب علیہ الرحمۃ نقشبندی کی تصنیف لطیف میں سے ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اخلاق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی تابعداری سے پُر ہے۔ کتاب فارسی زبان میں عجیب دلکش پیرایہ میں بعبارت مقفےٰ لکھی ہوئی ہے۔ جس کو جناب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نور محمد صاحب تیراہی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ ہر وقت اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے۔ بلکہ یہاں تک جناب کو اس کتاب سے محبت تھی کہ حضور علیہ الرحمۃ رات کو بوقت خواب اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر آرام فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ نیازمند کو حضور علیہ الرحمۃ کے سلسلہ میں دعوئے غلامی ہے اور یہ نعمت عظمےٰ نہایت تلاش و تجسس سے ملی۔ لہذا افادہ عام کیلئے اس کو عام فہم اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب میں پانچ مقصد مقرر کئے ہیں جن کو نمبروار ملاحظہ ناظرین درج کر کے دکھاتا ہے کہ اس کتاب کے کیسے عالی مضامین ہیں:-

مقصد اول شریعت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر مستقیم رہنا۔ حضرت رسول مقبول کی تابعداری۔ نماز کی حقیقت۔ حضرت رسالت پناہ کے اخلاق۔ درود شریف کی بزرگیاں۔ کئی ایک اور فائدے +

مقصد دوم نفس کشی نفس سے لڑائی اپنی اصلیت کو پہچاننا۔ تقسیم اوقات۔ قرآن مجید پڑھنے کے فضائل۔ تہذیب اخلاق نفس کشی اور اس کے ساتھ لڑائی کے علاوہ کئی ایک اور فائدے +

مقصد سوم۔ ذکر کے فضائل۔ حق سبحانہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ دنیا کی حقیقت۔ کلمہ طیبہ نفی و اثبات +

مقصد چہارم۔ خدا کی درگاہ کا حضور۔ علم کی حقیقت۔ اولیاء اللہ کی صحبت کے فائدے۔ آداب فقر کی حقیقت۔ کشف و کرامات کے حالات۔ خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں گریہ زاری کرنے اور اپنی ہستی کو نیست کرنے کی فضیلت۔ اولیاء اللہ کے پہچاننے اور دونوں میں تمیز کرنے کے علاوہ اور بہت سی مفید باتیں +

مقصد پنجم۔ حق سبحانہ تعالیٰ کا عشق و محبت مناجات بدرگاہ باری تعالیٰ چند اور کام کی باتیں اور کتاب کا خاتمہ۔ یہ بے نظیر کتاب نہایت خوش قلم عمدہ کاغذ پر بڑی صفائی سے چھاپی گئی ہے۔ بہت بڑا حجم + قیمت ایک روپیہ ۱ر

اردو ترجمہ اسرار الطریقت

یعنی جناب قدوۃ العارفین حضرت شاہ محمد غوث لاہوری ثم پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تحقیق کی کتاب جس میں حضرت نے اپنے تمام حالات از اول تا آخر نیز جن بزرگوں سے جناب کو فیض باطنی پہنچا ہے نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ طالب کیلئے طریق اذکار بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ بتلائے گئے ہیں۔ آخیر حصہ میں جناب نے شجرہ انساب بھی بزرگوں کے لکھے ہیں قادری طریقہ کے نہایت درست و اچھے کام و کل ذکر لکھے ہیں۔ جناب کے ان ملفوظات کو پڑھنے اور ہدایات پر عمل کرنے سے خدا کا راستہ نہایت آسانی سے ملتا ہے طالبان کو اسے ضرور پڑھنا چاہئے۔ کتاب نہایت خوبصورت ترجمہ کر کے عمدہ چھاپی گئی ہے۔ قیمت ۔۴ر

مراۃ العارفین

یہ کتاب بے نظیر تصنیف لطیف جگر گوشہ رسول مقبول حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم و نور دیدہ علی المرتضےٰ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راہ سلوک میں ہے جناب امام علیہ السلام نے طریق سلوک کو نہایت عمدگی سے بتلایا ہے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ساتھ ساتھ ہے۔ خوبی اور برکت پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ نہایت عمدہ لکھائی اعلےٰ چھپائی نفیس کاغذ پر چھپوائی گئی ہے + قیمت ... ... ۔۴ر

اردو ترجمہ

مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی

قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدایا رحمت دریاے عام است — وزآنجا قطرۂ ما را تمام است
اگر آلائش خلق گنہگار — بداں دریا فرو شوئی بیکبار
نگردد تیرہ آں دریا زمانے — ولے روشن شود کار جہانے

مکتوب اوّل

مخلوقات کی قسموں کے بیان میں ❖

اے بھائی حدیث کے حکم کے موجب آدمی تین قسم کے ہیں۔ ایک چوپایوں کے مشابہ ہے۔ وہ اپنی تمام ہمت صرف کھانے پینے سونے اور شہوت ہی پر صرف کرتے ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے قرآن شریف میں ان کی بابت فرماتا ہے۔ اُولٰئک کالانعام بل هم اضل (وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ وہ ان سے بھی گمراہ ہیں)

اور دوسری قسم کے آدمی فرشتوں کے مشابہ ہیں۔ اُن کی ہمت تسبیح۔تہلیل۔طاعت اور عبادت ہے۔ اور تیسری قسم پیغمبروں کے مشابہ ہے۔ ان کی تمام ہمت صرف خداوند تعالٰے کے لئے مجاہدہ اور ریاضت کرنے اور اُس کی محبت اور مشاہدہ میں صرف ہوتی ہے۔ ایسے لوگ جان پر کھیلنے والے ہیں کہ پہلے ہی قدم میں مال و مرتبہ اور زن و فرزند سے دست بردار ہو جاتے ہیں ۵

صاحب خبراں کہ عالم دلانند   در نکتۂ غیب محرم اسرارند
بر آئینہ صفائے ایشاں زنگی نیست   زاں روکہ زنقش دوں حق رارند

کہتے ہیں کہ یحیٰی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف لکھا کہ اس جگہ کوئی ہے کہ جو ایک قطرہ ہی چکھ کر مست ہو گیا ہے۔ سلطان العارفین نے جواب میں لکھا۔ اس جگہ کوئی ہے کہ دریا کے دریا پی گیا ہے۔ اور ھل من مزید (کیا کچھ اور ہے) پکارتا ہے۔ پس سالک کو چاہئے کہ بت توڑے اور انا ملك انا ملك کو اپنا ورد بنائے۔ چنانچہ بزرگوں کا قول ہے۔ قیمۃ المرء ھمتہ یعنی ہر شخص کی قیمت اس کی ہمت ہے +

صاحب ہمت لوگوں نے فرمایا ہے، کہ اگر آدم کی صفوۃ اور خلیل کی خلت (دوستی) اور کلیم اللہ کی ہمکلامی اور روح اللہ کی روحانیت بھی اس کو (سالک) کو دیدیجائے، تو بھی اس درگاہ سے باز نہیں رہتا۔ اور اس شکر گذاری میں ایسے ایسے کام کرتا ہے جن کا بیان نہ لکھ کر ہو سکتا ہے اور نہ بول کر۔ اور ایسے لوگ سلطان ہمت (ہمت کے بادشاہ) ہوتے ہیں۔ اور یہ دولت انہیں کے لئے ہے اور نفخت فیہ من روحی (میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) ایک بھید ہے کسی کو اجازت نہیں کہ تحریر کرے ۵

دانی کہ چرا اہل صفا خاموش اند   در نکتۂ دل بہ محو خود مے کوشند
مے از کف دوست بے نفس مے نوشند   سرمے بازند و ستر حق مے پوشند

اتفاقیہ ایک شخص نے عشق کے نشہ سے ایک رمز ظاہر کی تھی تو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا اے بھائی اس گروہ کا سرمایہ یہی دو چیزیں ہیں ایک ہمت دوسرے افلاس۔ باوجود دو جہان کی حکومت کے اپنے آپ کو بے نوا اور مفلس خیال کرتے ہیں۔ اور ہمت کے

گھوڑے کو دونوں جہان سے آگے جولان دیتے ہیں ✤

عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تو کسی وقت خداوند تعالےٰ سے کوئی حاجت مانگے تو ہمت مانگ کہ جس سے کام بر آویں ؏

زہدے نہ کہ در کنج مناجات نشینیم وجدے نہ کہ بر گرد خرابات برآئیم
لے اہل صلاحیم و نہ مستان خرابات اینجا و نہ آنجا نہ چہ قوسیم کجائیم

خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس سال یہی کہتا رہا کہ اے پروردگار اس طرح کر اور اس طرح کر۔ لیکن جب میں صوفی کی پہلی مجلس میں پہنچا، تو میں نے عرض کی کہ خدایا تو میرا ہو اور جو تیرا جی چاہے وہی کر۔ جس شخص کو کوئی حاجت ہوتی ہے تو وہ اُس سے مانگتا ہے۔ لیکن جب خود اسی کی حاجت ہو تو اس سے پھر کیا مانگے۔ کیا ہی محبت ہے۔ صاحب ہمت کو دنیا و آخرت کب مشغول کر سکتی ہے اور کس طرح مانع ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ دماغ جو ہمت سے خالی ہے وہ کمینوں سے مشغول ہو جاتا ہے۔ عام، دنیا کا طالب ہے اور خاص، آخرت کا اور عاشق، مولےٰ کا طالب ہے اور اس نے دونوں یعنی دنیا و آخرت کو چھوڑ دیا ہے۔ ان اللہ یحب معالی الھمم (صاحب ہمت لوگوں کو خدا محبت کرتا ہے) جو شخص جس قدر عالی ہمت ہوتا ہے اسی قدر اس کا مرتبہ بھی بلند ہوتا ہے۔ تو انسان کی حقیر صورت کو کیا دیکھتا ہے۔ جو کچھ اس کے اندر ہے وہ دیکھ۔ اگر حق بین چشم تجھے عنایت ہو تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اس تمام کا عکس تو انسان کی صورت میں دیکھ سکیگا۔ اور جو کچھ آسمان زمین دوزخ اور بہشت میں خدا نے پیدا کیا ہے۔ اس کا عکس انسان کے باطن میں موجود پائیگا۔ اور جو کچھ عالم الوہیت میں ہے۔ اس کا عکس انسان کی جان میں ہے۔ اس حقیر صورت کو نہ دیکھ۔ بلکہ اس چیز کو دیکھ جو اس میں ہے۔ ذرا کان دھر کر سن کہ کلام مجید کیا فرماتا ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون (اور تمہاری جانوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے) پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ (تحقیق اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا) اور نیز یہ بھی فرمایا ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا) اہل بصیرت کا قول ہے کہ خداوند تعالےٰ کی راہ آسمان اور زمین میں نہیں ہے

اور نہ ہی عرش و کرسی پر ہے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں ہے۔ بلکہ خدا کی راہ بشر کے باطن میں ہے۔ جو شخص دل کے گرد پھرا اُس نے راہ دریافت کر لی۔ اور جس نے دل کی راہ ہی گم کر دی۔ اُس نے اپنے آپ کو گم کیا اور مقصود سے محروم رہا۔ طالب لوگ بہت تسلی اور تسکین دیتے ہیں۔ کہ اگر تیری قسمت میں ہے تو تیرا روزگار کشادہ ہو جائیگا ورنہ بدبختی کا کیا علاج اور چارہ ہو سکتا ہے ؎

سرِ ‌بیست دراں زلفِ تو سر بستہ نگارا

لیکن چہ تواں کرد کہ با ما نکشائی ✤

لیکن اس غم میں سالک جان اور خون پیتا ہے۔ اور اس حسرت میں جلتا اور گھلتا رہتا ہے۔ کیونکہ کشتۂ خلق کا خونبہا تو درم و دینار ہے۔ لیکن کشتۂ حق کا خونبہا دیدارِ الٰہی ہے۔ من قتلتہ محبتی فانا دیتہ (جس کو میری محبت نے قتل کیا پس میں اُس کا خونبہا ہوں) اے بھائی میں کیا کہوں اور کیا لکھوں کیونکہ مردوں کا دین اور ہے اور نامردوں کا اور ؎

درزہد بود منبر و محراب بتحقیق　　درعشق بجز بادہ و زنار نباشد

بردار بنہ پائے اگر عاشقِ فردی　　ورنہ بنشیں کار بگفتار نباشد

کیا کر سکتے ہیں۔ ان للہ للحرب رجالا وللقصعۃ والثرید رجالا (اللہ تعالےٰ کے نزدیک لڑائی اور پیالے اور شوربے کے لئے بھی آدمی ہیں) ہم سب اس زمانہ میں شیخی اور کرامت کی جستجو میں ہیں۔ اور مرتبے اور سلامتی کے خیال میں ہیں۔ ہم کہاں اور مردوں کی باتیں کہاں ✤

ایک دفعہ امام شبلی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مقام سے غائب ہو گئے۔ آپ کے مرید تلاش میں نکلے۔ آخر کار ان کو مخنثوں کے محلہ میں دیکھا کہ انہی کا لباس پہنے ان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرید چلا اُٹھے، کہ اے پیرِ طریقت یہ کیا حالت ہے۔ آپ نے فرمایا، بات یہ ہے کہ ظاہر میں میں عورت نہیں ہوں اور درحقیقت میں مرد نہیں ہوں بس اور تو کچھ نہیں ہو سکتا، مگر مخنث ✤

اے بھائی، نماز۔ روزہ۔ ورد و ظائف۔ تنہائی۔ گوشہ نشینی اور تلاوت یہ سب شیخوں کے افعال اور اعمال ہیں اور تمام مومنوں کے لئے مخصوص ہیں لیکن شان

الطالب شان الآخر (طالب کا شان اور ہی ہے) طالب حق کا کام اور ہی ہوتا ہے اس کو نہ دنیا میں چھوڑتے ہیں۔ نہ آخرت میں نہ تن کے ساتھ نہ دل کے ساتھ بلکہ اُس کو اپنی زیر نظر محفوظ رکھتے ہیں شیخی اور مقتدائی اور مریدی و مرادی یہ سب عالم وحدت میں آرائش کی باتیں ہیں ؂

در مذہب عشق خود پرستی نخرند ہشیار برو متاع ہستی نخرند
در عالم معرفت اگر داد دہی بے نام و نشاں برکہ ہستی نخرند

قد اوحی اللہ تعالیٰ الی داود علیہ السلام من طلبنی وجدنی ولم طلب غیری لم یجدنی (تحقیق اللہ تعالٰے نے داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ جس نے مجھے طلب کیا مجھے پا لیا۔ اور جس نے میرے غیر کو طلب کیا اُس نے مجھ کو نہیں پایا؟

خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ اُنھوں نے فرمایا۔ کہ ہر ایک اُمت کو اس کے پیغمبر کے نام سے پکاریں گے۔ چنانچہ پکاریں گے۔ اے امتِ موسٰے، اے امتِ عیسٰے، اے امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ لیکن محبانِ حق کیلئے یہ ندا ہو گی۔ اے دوستانِ خدا، اور اے عاشقانِ خدا، اور اے اولیاے خدا۔ یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں۔ محض خدا کی محبت کے لئے کرتے ہیں۔ ان کو دوزخ کا خوف اور بہشت کی اُمید نہیں ہوتی۔ یہ لوگ سلطانانِ ہمت ہوتے ہیں۔ اور ان کی ہمت میں سوائے خداوند تعالٰے کے اور کسی چیز کی قدر نہیں ہوتی۔ کیونکہ جو شخص دوزخ کے خوف کے مارے طاعت اور عبادت کرتا ہے وہ دوزخ کا بندہ ہوتا ہے۔ اور اگر بہشت کی اُمید سے کرتا ہے تو وہ بہشت کا بندہ ہے۔ دونوں طرف اپنے نفس کا آرام اور حظ چاہتا ہے۔ اس کی طاعت اور عبادت محض خدا کے لئے نہیں ہوتی لیکن وہ شخص جو اس کی محبت کی قوت اور اس کے غلبہ سے سوائے کا محب ہو جاتا ہے، اپنی طرف سے مُنہ پھیر لیتا ہے۔ اور رسم و عادت سے بری ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت کو عشق کہتے ہیں۔ بزرگوں کا قول ہے۔ کہ محبت کا کمال اس بات میں ہے کہ خداوند تعالٰے کو اس طرح دوست بنائے کہ پھر غیر کی طرف اس کی توجہ ہرگز نہ ہو۔ اور اس کے دل میں کسی اور کے لئے جگہ نہ رہے، اس کا نام استغراق ہے۔ انا لیلیٰ و لیلیٰ انا (میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں) عشق میں اس سے بڑھ کر اور کوئی

مرتبہ نہیں۔ افسوس کہ آج ہر شخص خودی کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔ نہیں تو مقصود اور مطلوب سب ظاہر و باہر ہے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ جب کہ زمانہ غفلت میں گذر گیا ہے۔ اور عمر اخیر کو پہنچ گئی ہے۔ اور سفر پیش ہے اور موت قریب آن پہنچی ہے۔ اور کام ادھورا رہ گیا ہے۔ سوائے حسرت اور ندامت کے کوئی چیز پاس نہیں۔ رستے کی مسافت پہلی ہی منزل میں بہت دُور معلوم ہوتی ہے اور کوچ کا خرچ تیار نہیں ہے ؎

برنیامد ہیچ کارم چوں کنم　　برد غفلت روزگارم چوں کنم

مکتوب دُوم

موجُودات کے بیان میں ؛

اے بھائی موجُودات تین قسموں پر منقسم ہے۔ ایک مَوجُودات محسُوسہ۔ دوسرے موجودات معقولہ۔ تیسرے موجودات بالقوۃ ؛

پس **موجودات محسوسہ** کو عالم ملک کہتے ہیں۔ اور **موجودات معقولہ** کو عالم ملکوت کہتے ہیں۔ اور **موجودات بالقوۃ** کو عالم جبروت کہتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے آگے ہے، اس کو عالم لاہوت کہتے ہیں۔ اور عالم ملک کی لطافت کو عالم ملکوت کی لطافت سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ کیونکہ عالم ملکوت بہت لطیف ہے اور عالم ملکوت کی لطافت عالم جبروت کی لطافت کی نسبت ہیچ ہے۔ کیونکہ عالم جبروت لطیفِ لطیف ہے۔ اور عالم جبروت کی لطافت کو عالم لاہوت کی لطافت سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ کیونکہ عالم لاہوت ذات باری تعالےٰ ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ لطیفِ لطیفِ لطیف ہے۔ کہ عالم ملک کے ذرات سے کوئی ایسا نہیں کہ عالم ملکوت کا اس میں تعلق نہ ہو اور اُس پر محیط نہ ہو۔ اور عالم ملک اور عالم ملکوت کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جس پر عالم جبروت محیط نہ ہو، اور اس میں شامل نہ ہو۔ اور ملک ملکوت اور جبروت کا کوئی ذرہ ایسا نہیں کہ خداوند تعالےٰ اُس پر محیط نہ ہو۔ اور اُس سے آگاہ نہ ہو۔ وھو اللطیف الخبیر جو کہ لطیف مطلق ہے۔ اور لطیف مطلق پر بہت محیط ہوتا ہے۔ کیونکہ جس قدر لطافت زیادہ ہوتی ہے اتنی ہی اُس کی احاطت (گھیرنے کی طاقت)

زیادہ ہوتی ہے۔ اور ایک اور سر ہے جس کو اہل بصیرت نے اس طرح پر بیان کیا ہے کہ ملک بھی تجھ سے اور ملکوت بھی تجھ سے ہے اور جبروت بھی تجھ سے ہے۔ اور اور خداوند تعالٰی بذاتِ خاص تجھ سے ہے۔ اور یہی سبب ہے جو کہتے ہیں کہ انسان کی حقیقت سرِ الوہیت کا مظہر ہے ؎

نیست مردم نطفۂ از آب خاک　　　　ہست مردم سرِ قدرِ جان پاک
نطفہ را کے کنند آخر سجود　　　　صد جہاں پر از فرشتہ در وجود

وھو معکم اینما کنتم (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) اے بھائی اگر تو کام میں لگا رہے تو ایسی جگہ پہنچیگا جہاں دوسرے پہنچے ہیں۔ اور تو بھی وہی دیکھیگا جو دوسروں نے دیکھا ہے۔ اور تو بھی وہی کہیگا جو دوسروں نے کہا ہے ؎

من بندہ بجاں رضایت جویم　　　　حیراں شدہ ام کجایت جویم
در جانِ منی ز راہ معنے　　　　چوں یافتہ ام چرایت جویم

بیشک بات تو یہی ہے، لیکن وہ آنکھ کہاں ہے جو اس کو دیکھ سکے اور وہ کان کہاں ہیں جو اس کی بات کو سُن سکیں ؎

آں عقل کجا کہ در کمالِ تو رسد　　　　واں روح کجا در جلالِ تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برفگنی ز جمال　　　　واں دیدہ کجا کہ در جمالِ تو رسد

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ سب کے ساتھ بھی ہے اور سب کے بغیر بھی ہے اور سب کے بغیر بھی لیکن سب کے ساتھ بھی ہے۔ سب کے نزدیک بھی ہے۔ اور پھر بھی نزدیک نہیں۔ اور سب سے دور بھی ہے۔ اور دُور بھی نہیں۔ آئے خداوند تعالٰی یہ معما حل بھی ہوگا۔ یا اسی طرح لاینحل رہیگا۔ ایک جہان فریاد اور زاری کرتا ہے۔ ان کو اس حالت میں کب تک رکھیگا ؎

سر بست دراں زلفِ تو سربستہ نگارا
لیکن چہ تواں کرد کہ با ما نکشائی

ونحن اقرب الیہِ من حبل الورید (اور ہم گردن کی رگ سے بھی زیادہ اُس کے نزدیک ہیں) خداوند تعالٰے کی ذات وصفات اس چیز سے پاک و بری ہے۔ جس کو وہم خیال کر سکتا ہے یا عقل اُس کو سمجھ سکتی ہے یا خیال اُس کا تصور کر سکتا ہے

اور سمجھ اس کو دریافت کرسکتی ہے۔ اور باوجود ان باتوں کے وہ تیری گردن کی رگ سے بھی زیادہ تیرے نزدیک ہے۔ اور تیری چشم کی بینائی سے تیری آنکھ کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور تیرے دل کے رازوں سے تیرے دل کے نزدیک زیادہ ہے ÷

اے بھائی مخلوقات کا قرب ایک دوسرے سے مجازی ہوتا ہے جس میں بعد کو گنجائش ہے۔ خواہ وہ بُعد ظاہری ہو یا حقیقی۔ خواہ وہمی ہو خواہ عقل لیکن حق تعالےٰ کا قرب حقیقی ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے بھی قابل بُعد نہیں ہوتا۔ جب دل کا آئینہ صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔ اور سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، تو قیامت آتی ہے۔ اور آسمان لپٹ جاتے ہیں اور زمین بدلجاتی ہے، کیونکہ غیر نہیں رہتا۔ اور غیر ممتنع الوجود جو ذات باریتعالےٰ کا شریک ہے کسی وجہ سے بھی ہستی سے موصوف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عدم اور تاریک محض ہے۔ سوائے نیستی اور عدم کے خیال میں نہیں آسکتا۔ پس انسان موجودات کا خلاصہ ہے۔ اور مخلوقات کا برگزیدہ۔ اور باقی سب نقش بر دیوار ہیں۔ خواجہ عطار صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تا ملک کردند آدم را سجُود — عشق شاں یک ذرہ آمد در وجُود

رہ بحق چوں جانِ آدم یافتند — تا ابد در خدمتش بشتافتند

تا نیامد جانِ آدم آشکار — رہ ندانستند سوئے کردگار

اے بھائی غافل نہ ہو، کیونکہ جو کچھ آب و خاک میں ہے۔ اگر اٹھارہ ہزار عالم میں بھی ڈھونڈیگا، نہیں پائیگا۔ اس کو ملک راہِ قدس و طہارت بلکہ عباد مکرمون (وہ معزز بندے ہیں) کا خطاب ملا ہے۔ اور یحبہم و یحبونہٗ (وہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) آب و خاک کے لائق ہے۔ اور ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ (اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا) امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علیٰ صورتہٖ یعنی اپنی صفت پر۔ اس واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ انسان کی حقیقت ذاتِ ربوبیت کا مظہر ہے جب مُشتِ خاک کو قدرت کے کمال سے چالیس ہزار سال تک حقیقی آفتاب کے سامنے پرورش کیا۔ یہاں تک کہ ہستی کی کثافت اس سے دور ہو گئی۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ جلالیت کے آستانہ پر جا کر اس نئی شکل اور عجیب صورت کو جو تمام مخلوقات سے

افضل ہے، بوسہ دو۔ فقعولہ سٰجدین (اُس کو سجدہ کرو) یہ مرتبہ اور عزت مٹی کو نہیں۔ بلکہ سُلطان دل کے لئے ہے۔ خدا کے لطائف سے ایک لطیفہ اور اسرار نا متناہی سے ایک سر (بھید) آدم کے دل میں بطور امانت کے رکھا ہے چنانچہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا پتہ بطور تمثیل اور تشبیہ کے اس طرح فرمایا ہے۔ خلق اٰدم علی صورتہٖ۔ یہ بھی ایک بڑا بھاری بھید ہے کہ آدم کی ذات کو اسرار غیب کی امانت کا امین بنایا یعنی اُس کے سپرد کیا گیا۔ نہیں تو مٹھی بھر خاک کو یہ قابلیت کہاں تھی۔ کہ پاکیزگی کے مکانات کے رہنے والے اور محبت کے منبروں کے واعظین اور خطیب اس کے آگے سجدہ کریں۔ اور ناکارہ مٹی کی مٹھی کو یہ پرواؤ عزت کہاں کہ اُس کی خاطر میکائیل۔ جبرائیل اور اسرافیل جیسے صاحب مراتب کو حکم ہوا۔ اسجد ولہٗ یعنی اسے سجدہ کرو۔ جہان کے تمام عقلمند حیرت کی انگلی فکر کو دانتوں میں کیوں نہ رکھیں۔ جب کہ مٹھی بھر خاک کے لئے جو مخلوقات میں سے سب سے ذلیل اور موجودات میں سے سب سے کثیف ہے۔ اللہ تعالٰی کو اس قدر محبت اور دوستی ہے۔ یہ کیا بھید ہے۔ ایک بزرگ یوں فرماتا ہے۔ کہ جب وجود غیر متعی ہو جاتا ہے، تو وہ اپنے آپ کو خود دوست رکھتا ہے۔ خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

من ندانم ہیچ ہستم یا نیم   چونکہ جملہ اوست آخر من کیم

مکتوب سوم

علم کی طلب میں +

اے بھائی علم کا طلب کرنا تمام مُسلمانوں پر فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت، کیونکہ اس بارے میں حدیث بھی وارد ہے۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کُل مسلم و مسلمۃٍ (علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے) اور نیز یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصّین (علم کو حاصل کرو خواہ وہ چین میں ہو)۔ لیکن خلقت کا معاملہ دگرگوں ہے چنانچہ کہتے ہیں۔ اطلبوا الدنیا ولوکان بالصین (دنیا کو طلب کرو خواہ وہ چین میں ہو)

اگر تجھ کو قیامت کے دن پوچھیں کہ تو نے علم فریضہ کو کیوں حاصل نہ کیا۔ اُس وقت تو یہ کہیگا کہ زن و فرزند کے غم نے یا کھانے پینے اور پہننے کے غم سے ہم کو فرصت نہ ملی اگر یہ عذر قبول ہو جاوے۔ تو تو سب طرح خلاصی ہی خلاصی ہے۔ لیکن یہ گمان محال ہے اے بھائی جب عمل بغیر علم کے ممکن نہیں اور مقصود کو حاصل کرنا سوائے عمل کے نہیں ہو سکتا۔ پس علم کا طلب کرنا فرض ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اس علم سے مراد وہ علم نہیں جو تجھے بادشاہوں کے دروازوں پر پہنچاوے یا تجھے قاضی اور مفتی بناوے۔ بلکہ مقصود اس علم سے علم آخرت ہے۔ اور راہ حق پر چلنا تاکہ غلطی واقع نہ ہو۔ اور اپنے آپ کو تو علمائے دین سے بچائے رکھے +

چنانچہ ایک حکایت ہے۔ کہ ایک بزرگ نے شیطان کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اُس نے کہا اے ملعون یہ کس طرح ہے کہ تو بیکار بیٹھا ہوا ہے۔ اُس نے کہا دنیا کے عالموں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے کہ میرے لئے کام باقی نہیں رہا۔ یعنی وہ کام جو مجھے کرنا چاہئے تھا وہ کر رہے ہیں۔ پس میں مفت میں اپنے آپ کو کیوں تکلیف میں مبتلا کروں +

اے بھائی علم بہت ہیں اور عمر کم۔ پس تمام علم حاصل کرنے کے لئے عمر کافی نہیں اور فرض صرف اس قدر ہے جس پر تو عمل ٹھیک کر سکے۔ کل قیامت کے روز تیرے کام کی نسبت پرسش ہوگی علم کی بابت نہیں ہوگی۔ مکمثل الحمار یحمل اسفارا (گدھے کی مانند ہیں جو بوجھ کے گٹھوں کو اُٹھاتا ہے) آخر ایک عزیز نے شکایت کی ہے اور کہا ہے ؎

چو علمت ہست با علمت عمل کن	پس از علم و عمل اسرار حل کن
زعلم دنیوی ہست بخروار	ترا با علم دیں یک ذرہ کردار
برو کاری بکن کین کار نام است	زعلم دیں ترا حرفے تمام است

یہ صرف علم دین اور علمائے آخرت کی نسبت ہے۔ لیکن علمائے دنیا سے اس طرح گریز کر جیسا کہ سانپ اور شیر سے +

اے بھائی تیری عمر جب پچاس یا ساٹھ سال کی ہو گئی پھر مشغولی کا کونسا وقت رہا اپنی قضا اور تدریس کو آگ لگا۔ اور کاغذوں کو جلا دے اور کتابوں کو گوشے میں پھینک دے

اور قلم توڑ ڈال اور سیاہی گرا دے اور اپنے کام کا فکر کر۔ شاید کہ تو اس دنیا سے ایمان سلامت لے جائے۔ اے میرے عزیز اہل معرفت اور صاحب بصیرت کو خاتمہ کے خوف کے مارے قرار نہیں ہوتا۔ کہ شاید کیا لکھا گیا ہے۔ قضاء و تدریس کی مشغولی کس کام آسکتی ہے وہ شخص جو قضا کی مسند پر گنبد خضرا میں تھا۔ اور ملائکہ ملکوت اس کے سامنے شاگردانہ گھٹنوں کے بل بیٹھتے تھے۔ آخر کار علیك لعنتی (تجھ پر میری لعنت ہے) اس کی پیشانی پر ظاہر ہوا +

اور وہ شخص جو بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ مشہور اور مستجاب الدعوات تھا اور عرش و فرش اس کی نظر میں کشف ہو چکا تھا۔ اور چار سو دانا فقیہ ہر روز اس کے سامنے شاگردی کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ آخر کار اس کو کتوں کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑا۔ پس اس موقعہ پر سر پر خاک ڈالنی چاہیئے۔ اور اپنا ماتم کرنا چاہیئے اور جو کچھ خسرو نے کہا ہے وہی کہنا چاہیئے ے

خلق گویدم بروز نار بند و دیں پرست
بر تنِ خسرو کدامیں رگ کہ آں زنار نیست

اے بھائی رستہ پرخطر ہے اور منزل زیادہ بدن کمزور اور دل بیچارہ۔ وقت جلدی گذرتا جاتا ہے، اس جگہ قرار و آرام کا کونسا مقام ہے۔ اور فخر و مباحات کا کونسا وقت ہے۔ یہ مردوں کا رستہ ہے، نہ کہ لڑکوں کی کھیل۔ بہادروں نے مشکلات کو دیکھا ہے اور تکلیفات کو اختیار کیا ہے۔ تب کہیں خزانے کا رستہ انہیں ہاتھ آیا ہے ے

نابردہ رنج گنج میسر نمے شود   مزد آں گرفت جانِ برادر کہ کار کرد

اے بھائی خلقت کے رجوع ہونے اور ان کی قبولیت کو لوہے کا جنیو سمجھ۔ جو کہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور نفس کافر ہے جو کہ آدمی کے وجود میں ہے۔ کوئی شخص نہیں بچا یہ نفسِ کافر ہزاروں قسم کی خواہشات پیدا کرتا ہے۔ اس حالت میں کون شخص اسلام کا جمال دیکھ سکتا ہے۔ آج ہر ایک نے خود پرستی کا نام، الا ماشاء اللہ دین اور خدا پرستی رکھا ہوا ہے۔ کلام مجید سے سُن کہ کیا حکم کرتا ہے۔ افرأیت من اتخذ اللہ ھواہ (کیا تو نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے از روئے خواہش کس کو لیا) +

اے بھائی اس میں مت کوشش کر کہ میں نماز زیادہ ادا کروں یا روزے زیادہ رکھوں۔ بلکہ اس بات میں کوشش کر کہ نفس کا فر راستے سے ہٹ جائے۔ کیونکہ یہ خدا کے رستے میں حارج ہوتا ہے۔ اور راہ زنی کرتا ہے۔ اور خدا کے رستے پر چلنے والوں کو بہکاتا ہے۔ پس سالک کا فرض ہے، کہ نفس کافر کو قید اور گرفتار کرلے۔ تاکہ فرمانبردار اور مطیع ہو جائے۔ اور جس راستے مطلب حاصل ہوتا ہو، اس کو نہ چھوڑے۔ خواہ وہ راستہ دستار و قبا سے ہو۔ یعنی اسلام کے طریقہ سے اور خواہ زنار اور عبا سے یعنی اہل ہنود کے طریقے۔ خواہ مسجد ہو خواہ بُت خانہ کا۔

امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ طاغوت (گمراہ کنندہ شیطان) کیا چیز ہے۔ انہوں نے فرمایا جو شے حق سے انسان کو غافل کردے وہی اس کا طاغوت ہے۔

اور ایک بزرگ کا قول ہے۔ ہر شخص کا طاغوت اس کا نفس ہوتا ہے یہی سبب ہے، کہ علم کا حاصل کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔ طاعت اور گنہگاری کے علم کا پہچاننا تھوڑا کام نہیں ہے۔ جس کے لئے چار ہزار ایک سو بیس نبوت کے نقطے بھیجے گئے ہیں اور اس قدر مجتہدوں کے اجتہاد اور مصنفوں کی تصنیفات اسی کے واسطے ہیں۔ سُبحان اللہ! صاحب معرفت اور اہل بصیرت کے دل اسی کام کی خاطر کباب ہو گئے اور جگر پانی ہو گئے ہیں۔ لیکن ایک دنیا اس کام سے غافل ہے اور شہوتوں اور لذتوں کی طلب میں سرگردان اور پریشان ہے ؎

راہ زد مشغولئے عالم ترا — نیست پروائے خدا یکدم ترا
اے دریغا ترک دولت کردہٗ — خوارئے را نام عزت کردہٗ

تجھے معلوم ہے کہ یہ سب کس لئے ہے۔ آج کل خلقت کا ایمان زبان پر ہے۔ اور دل کو خبر نہیں۔ وہ ایمان جو زبان پر ہے موت کے وقت کام نہیں آئیگا۔ کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے۔ ایک جماعت اس طرح کی پیدا ہوتی ہے۔ کہ اگر سونا اور چاندی ان کے ہاتھ میں دیا جائے۔ تو بغیر سوچنے کے اُس کا وزن اور کھرا کھوٹا ہونا بتا سکتے ہیں۔ اور جب وزن کرتے ہیں اور کسوٹی پر گھساتے ہیں۔ تو وہی مقدار وزن کی اور وہی حالت ہوتی ہے۔ جو انہوں نے تبلائی ہے۔ لیکن اگر ایمان اور کفر یا طاعت اور

معصیت کی بابت ان سے دریافت کیا جاوے تو عاجز رہجاتے ہیں۔ ہرگز نہیں جانتے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ اور کفر کیا شے ہے۔ اور طاعت کیا اور معصیت کیا۔ ہمارا زمانہ وہ زمانہ نہیں ہے۔ اور نہ ہمارا روزگار وہ روزگار ہے۔ دین کا رستہ وہ نہیں جو اکثر لوگ خیال کرتے ہیں۔ دین کی راہ وہ راہ ہے، جس میں قہر نوازش کے ساتھ ملا ہوا ہے اور نوازش قہر کے ساتھ لتھڑی ہوئی ہے۔ دین کے رستے میں منبر بھی رکھتے ہیں اور سولی بھی گڑی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ قبل من قبل بلا علة ورد من رد بلا علة (جس نے قبول کیا اس نے بغیر سبب کے قبول کیا یا جو قبول ہوا بغیر سبب کے قبول ہوا جو رد ہوا بغیر سبب کے رد ہوا) +

کسی نے خواجہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ کو کہا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ سے علم طریقت سیکھوں۔ فرمایا اے لڑکے بہت عرصے سے مَیں خود دروازے پر بیٹھا ہوں اس نے پوچھا کیوں۔ فرمایا اس واسطے کہ جب فرشتے نے میری ماں کے رحم میں میری صورت بنائی۔ تو اس نے جناب باری میں عرض کی۔ کہ اس کو سعید (نیک بخت) لکھوں یا شقی (بدبخت) مَیں نہیں جانتا کہ کیا جواب آیا ہوگا۔ اور جب ملک الموت کہیگا۔ اے خداوند مَیں اس کی جان سعادت (نیک بختی) پر قبض کروں یا شقاوت (بدبختی) پر۔ میں نہیں جانتا کیا جواب ملیگا۔ اور جب قیامت کے دن فرشتہ کہیگا۔ اے خداوند مَیں اس بندہ کو بہشت کی طرف لیجاؤں یا دوزخ کی طرف۔ مَیں نہیں جانتا کہ کیا جواب آئیگا +

اے بھائی زمانہ بھر کے زاہد اور عابد بے نیازی کی ہیبت سے کہ اِنَّ اللہَ غنی عن العالمین (اللہ دونوں جہان سے بے پرواہ ہے) پریشاں اور سرگرداں ہیں۔ اور دنیا بھر کے صدیق لیس لمن الصادقین عن صدق قصد (البتہ صادقوں میں سے نہیں صدق اپنے سے) کی سیاست سے لرزاں اور پریشاں ہیں) +

جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کی تبلیغ سے فارغ ہوتے اور عصمت کی کمر کھولتے اور نبوة کی کلاہ سر سے اُتارتے، تو عجز وانکساری کی زبان سے فرمایا کرتے تھے۔ ذنبی عظیم ولا یغفر الذنب العظیم الا الرب العظیم (میرا گناہ عظیم ہے اور سوائے رب العظیم کے کوئی گناہ عظیم کو نہیں بخشتا یا بخشیگا) چونکہ آنحضرت صلوٰة اللہ وسلامہ عارفوں کے سردار تھے۔ اس لئے آپ کا خوف بھی سب سے

بڑھ کر تھا۔ کیونکہ جو زیادہ عارف ہوتا ہے۔ اُس کا خوف بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خداوند تعالٰے کے تمام طالبوں اور دین کے سارے صاحبوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ مجھے اور تجھے دین کی دادہی نہیں ہے۔ تو طلب حق کس طرح پیدا ہو۔ اور کیوں قرار و آرام نہ ہو +

اے بھائی! حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عُلمائے اُمّت کو تنبیہ فرمایا ہے کہ کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم بما تعرفون (آدمیوں سے ان کی عقل کے قدر کے موافق کلام کرو، اس میں سے جو تمہیں معلوم ہے) وادعوا ما ینکرون اتریدون ان یکذب اللہ ورسولہ (اور بلاؤ تم اُس کو جس کو تم نہیں جانتے یا منکر ہو، کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور اُس کے رسُول کی تکذیب ہو جائے) +

اس حدیث کی سیاست اہل علم و معرفت کی جان پر وہی اثر کرتی ہے، جو کہ دوزخ کافروں کی جان پر۔ پس علما کو نہیں چاہئے کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں کہیں۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ فساد اصلاح سے بڑھ جائے۔ اور نقصان فائدے سے زیادہ ہو جائے۔ اگر کہدینا جائز ہوتا۔ تو مشائخ رضی اللہ عنہم اپنے کلام میں اشارات اور رموز کو کام نہ فرماتے اور اپنی عبارتوں میں اصلاح مخصوص روا نہ رکھتے۔ اس واسطے جو کچھ ظاہر کرنے کے لائق تھا، اُسے ظاہر فرمایا اور جس کا کہنا مناسب نہیں تھا، اُس کو اسرار کے پردے میں پوشیدہ رکھا +

امام ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ قوت القلوب میں فرماتے ہیں۔ العلوم ثلاثۃ علم ظاھر و علم باطن و علم بین اللہ وعبدہ (علم کی تین قسمیں ہیں ظاہری۔ باطنی۔ اور بندہ اور اُس کے خدا کا درمیانی علم) وہ علم جو کہ علم ظاہری ہے، اس کو اہل ظاہر کے پاس ظاہر کرنا چاہئے۔ اور جو علم باطنی ہے، اُس کا اظہار اہل باطن سے کرنا مناسب ہے۔ اور جو علم بندے اور خدا کے درمیان ہے، اُس کا بیان نہ تو اہل ظاہر کے پاس کرنا مناسب ہے اور نہ ہی اہل باطن سے۔ کیونکہ الٰہی بھیدوں کو ظاہر کرنا کفر ہے۔ فھم من فھم (سمجھ لیا جس نے سمجھ لیا) +

اے بھائی! نعمت اور کرامت کے طالب تو دنیا میں بہت سے ہیں۔ لیکن منعم اور مکرم کے طالب بمنزلہ کبریت احمر ہیں۔ جن کے حق میں یہ دولت ہے کہ یاداؤد اذا رأیت لی طالبا فکن لہ خادما (اے داؤد جب تو کسی کو میرا طالب دیکھے پس اس کا

خادم ہو جا) سبحان اللہ جس شخص کا خادم داؤد جیسا پیغمبرِ خدا ہو، پس فرشتے اور آسمان تو ضرور ہی اُس کے غاشیہ بردار ہونگے۔ لیکن جب تک سالک کی نظر میں دوئی باقی ہے کفر و شرک بھی باقی ہے۔ جیسا کہ جب تک ایک بال بھی سوکھا رہ جائے۔ تب تک جنب کی جنابت بھی باقی رہتی ہے ؎

در مذہبِ عشق خود پرستی نخرند — ہشیار برو متاعِ ہستی نخرند
در عالمِ معرفت اگر داد دہی — بے نام و نشاں برو کہ ہستی نخرند

مکتوب چہارم

در بیان تجرید و تفرید

اے بھائی! تجرید و تفرید مبتدی سالک کے لئے راہ کی شرط ہے۔ تجرید، کے معنی ہیں، خلقت اور اُس کے دھندوں سے الگ ہونا۔ اور تفرید، کے معنی ہیں، اپنے آپ سے الگ ہونا۔ یعنی نہ دل پر غبار رہو۔ اور نہ پیٹھ پر بوجھ۔ نہ کسی سے لین دین اور نہ سینہ میں دکھ۔ اور نہ کسی مخلوق سے کچھ کام۔ بلکہ اُس کی ہمت عرش کے کنگرے سے بھی گذر گئی ہو۔ اور دونوں جہان سے بھاگ گئی ہو۔ اور مراد کی ساتھ آرام کئے ہو۔ اور یہ حالت ہو کہ باوجود دونوں جہان کی موجودگی کے اُس کو بغیر دوست کے چین نہ ہو۔ اور جہان کے وجود کی خاطر دوست کے ساتھ ناخوشی نہ ہو۔ لا وحشة مع الله ولا راحة مع غیر الله (اللہ تعالٰے سے وحشت نہ ہو، اور اُس کے غیر کے ساتھ آرام نہ ہو) چنانچہ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص خداوند تعالٰے سے محجوب ہے، وہ عین عذاب اور بلا و مصیبت میں ہے۔ اگرچہ ممکنات کے خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہوں۔ اور وہ گدڑی پوش اور ٹکڑ گدا جس کو خداوند تعالٰے سے کام ہے۔ وہ دونوں جہان کا بادشاہ ہے۔ اگرچہ رات کی روٹی بھی اُس کے پاس نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللھم مھما عذبتنی بشئ فلا تعذبنی بذل الحجاب۔ یعنی اے خداوند! جس وقت تو مجھے عذاب دینا چاہے، جو تیری مرضی ہے کر، لیکن اپنے حجاب کا عذاب نہ دے۔ عاشقوں کے جگر کو

کباب کر۔ اگر تیری رحمت کے لائق نہیں ہیں۔ تو اُن کے قتل کے لئے جلدی نہ کر۔ دوزخ کی حقیقت بھی یہی تھی۔ چنانچہ کلام مجید میں خداوند تعالےٰ کافروں کے عذاب کی نسبت فرماتا ہے۔ کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون (وہ اپنے رب سے آج کے دن پردہ کئے گئے ہیں) عذاب کے پردہ میں ایک مؤثر بات معلوم ہوئی ہے بزرگ کہتے ہیں۔ کہ اگر وصل کا خیمہ اور بازگشت کا گنبد دوزخ میں نصب کریں۔ تو اُس کے عاشق دوزخ کی آگ کو آنکھوں کا سُرمہ بنائیں۔ اور اگر فردوس اعلےٰ میں رہکر ایک لحہ بھر بھی حجاب میں مُبتلا ہوں۔ تو اس قدر آہ وزاری کریں کہ دوزخی بھی ان کے حال پر رحم کھائیں ؎

در دوزخم از زلفِ تو در جنگ آید — از سوئے بہشتیاں مرا ننگ آید
در بے تو بصحرائے بہشتم خوانند — صحرائے بہشت در دلم تنگ آید

مطلب یہ ہے۔ کہ جب سالک کو خداوند تعالےٰ کی عظمت اور جلال معلوم ہوتا ہے۔ اور داوِ طلب دامنگیر ہوتی ہے۔ تو اُس کو معلوم ہوتا ہے کہ من لہ المولی فلہ الکل (جس کا خدا ہے اُس کا سب ہے) اور من فاتہ المولی فاتہ الکل (جس نے خدا کو کھو دیا اُس نے سب کچھ کھو دیا)۔ پس سوائے خدا کے چارہ نہیں۔ چنانچہ موسئے علیہ السلام کے پاس وحی آئی کہ انا بدلک الازم یعنی میرے سوا تجھے چارہ نہیں۔ بیشک تو دعووں کی تختی کو توڑ دے اور غیر بین آنکھ کو نکال دے۔ جب یہ حالت ہوتی ہے تو موت اور حیات اُس کی چشم حق بین میں یکساں ہو جاتی ہے۔ اور تعریف اور مذمت اُس کے ترازو میں ہموزن ہو جاتی ہیں۔ اور اُس کے دل میں بہشت و دوزخ کا خیال تک نہیں گذرتا۔ اور دنیا اور آخرت کے لئے اُس کے سینے میں جگہ نہیں رہتی ؎

ہر کس کہ دید زلفِ تو ہرگز بطوع او
از کفر سوئے ذروۂ ایماں نمیرود

اس مقام پر کفر سے مراد غیر حق سے بیزار ہونا ہے۔ ایسا آدمی لقمے اور پیسے کیلئے خلقت کے آگے گردن نہیں جھکاتا۔ بلند ہمت غوطہ خور جو سمندر میں جانبازی کرتا ہے وہ اس محنت کے عوض گوہر شب افروز حاصل کرتا ہے۔ اس کا مقصود درگاہ الٰہی ہوتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ غیر حق سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس کا طلب کا پاؤں ہمیشہ رستے میں

رہتا ہے۔ جاہ و مراتب و کرامت کی سواری کے پاؤں کاٹ کر اور زنگ ناموس کی تختی کو دھو کر، اس کی عیش اسی میں ہوتی ہے کہ ہر دم طلب کے طورِ سینا پر چڑھے اور موسٰے علیہ السلام کی طرح نعرۂ ارنی (مجھے دکھا) مارے۔ اور مطلوب کی درگاہ سے از روئے غیرت جواب لن ترانی (تو ہرگز نہیں دیکھ سکیگا) سُنے ؎

مارا بجز ایں جہاں جہانے دگر است
جز دوزخ و فردوس مکانے دگر است

جب مُبتدی سالک کو تجرید و تفرید حاصل ہو گئی پس وہ حق الیقین کے مرتبے کو پہنچ گیا ؎

ملک در دست شاہانے مے دہند
منتِ او بر جہانے مے نہند

آذر کے بتخانے سے ابراہیم خلیل اللہ (صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ) جیسا آدمی پیدا کرتا ہے اور عبداللہ کے بُت خانہ سے محمد (صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ) جیسا حبیب اللہ پیدا کرتا ہے۔ اس جگہ سمجھ حیران ہے۔ اور عقل سرگرداں۔ اس واسطے کہ عقل قیاس کرنے کا اوزار ہے۔ اور خدا کا حکم قیاس پر مبنی نہیں بلکہ مشیت (ارادۂ ایزدی) پر ہے۔ اور یہ حقیقت مبتدی کو درجہ بدرجہ معلوم ہو گی، ایک ہی دفعہ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ الا ماشاء اللہ +

اس کی مثال یہ ہے۔ کہ جو شخص قرآن پڑھنا اور حفظ کرنا چاہے، اس کے لئے ضرور ہے کہ ا ب سے شروع کرے اور بتدریج قل اعوذ برب الناس تک پہنچے۔ یعنی قرآن کے اخیر تک۔ اس کے بعد بہت مدت تک وہ قرآن کا قاری اور حافظ ہو جائیگا۔ کیونکہ ارادۂ ایزدی ہی ایسا ہے۔ اور اپنی مفلسی اور نالائقی اور بدبختی اور آلودگی سے شکستہ دل نہیں ہونا چاہئے۔ اور خدا کے فضل اور اُس کی قدرت پر نگاہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ وہ ہزاروں گرجاؤں اور بتخانوں کو ایک دم کعبہ اور بیت المقدس بنا دیتا ہے۔ اور ہزاروں گنہگاروں اور بدکاروں کو حبیب اللہ اور خلیل اللہ کا خطاب عطا کرتا ہے۔ اور اگر چاہے تو بغیر مہلت اور مدت کے ہزاروں مشرکوں کو مومن بنا دے۔ اور ہزاروں بت پرستوں کو موحد کر دے اور ہزاروں خرابات کو مباحات اور مباحات کو خرابات بنا دے۔ کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں ہے +

مکتوب پنجم

در بیان عشق و محبت ؂

اے بھائی جس طرح ظاہر میں نماز اور روزہ فرض ہے۔ اسی طرح باطن میں محبت اور عشق الٰہی فرض ہے۔ کیونکہ عشق بندے کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اس واسطے عشق فرض ہے۔ لاشیخ ابلغ من العشق (کوئی رہنما عشق سے بڑھ کر نہیں) لیکن اس کے مایہ کا خمیر درد و اندوہ ہے ؎

گدائے پادشاہے را بشوخی دوست میدارد

نہ با او میتواں گفتن نہ بے او میتواں بودن

اے بھائی! آج عشق و محبت کے باعث ناتوانی حاصل کر کیونکہ یہ صفت تیرے ساتھ قبر میں جائیگی ؎

در گور برم از سر گیسوے تو تارے

تا سایہ کند بر سر من روز قیامت

یہ اُس وقت حاصل ہوگا جب تو دل کو غیر سے فارغ کریگا۔ حاکیا عن اللہ تعالےٰ لا انا و لا غیری (تو خداوند تعالےٰ کا ذکر کرے نہ میرا اور نہ غیر کا) اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے۔ العشق جنون (عشق جنون ہوتا ہے) ؂

عاشق اور ہوتے ہیں اور عاقل اور۔ چنانچہ ہشیار سے دیوانگی اور دیوانہ سے ہشیاری ظہور میں نہیں آتی۔ ایسی حالت میں شخص معذور ہوتا ہے۔ کیونکہ عاشق بلاشک بیدل ہوتا ہے۔ اور ایسا بدن ہوتا ہے جس میں دل نہیں ہوتا۔ چنانچہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ لا یواخذ العشاق بما صدر منھم (تحقیق اللہ تعالےٰ عشاق سے مواخذہ نہیں کرتا۔ اُس چیز کی بابت جو اُن سے ظاہر ہوتی ہے) جو کچھ عاشقوں سے ظاہر ہو اس پر مواخذہ نہ کرو۔ کیونکہ ان کا اس میں اختیار نہیں ہوتا، بے اختیار ظاہر ہوتا ہے ؎

کز بر عاشق بے دل نگیرند   از عاشق ہر چہ آید در پذیرند

عاقلاں را شرع تکلیف آمدہ　　بیدلاں را عشق تشریف آمدہ
ہرچہ از دیوانہ آید در وجود　　عفو فرمایند از دیوانہ زود

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبوت کے نقطے خلقت پر بھیجے ان سے بیگانوں نے ذرہ بھر بھی آشنائی حاصل نہ کی۔ کاش اگر اپنی درگاہ سے عشق کا ایک ذرہ بھیجدیتا۔ تو تمام بیگانے آشنائی حاصل کر لیتے۔ ع

آنجا کہ سلطاں خیمہ زد غوغا نماند عام را

اپنے عشق کی خلعت سب کو عنایت نہیں کرتے۔ جو شخص عشق کے لائق ہے، وہ خدا کی دوستی کے لائق ہے۔ اور جو شخص عشق کے لائق نہیں، وہ خدا کی دوستی کے لائق نہیں۔ عشق کے محرم جانتے ہیں کہ عشق کیا حالت ہے۔ نامحرموں کو عشق کی کیا خبر! ؎

در کوئے عشق بادہ بہ ابرار کے دہند　　در جام شوق جرعہ باغیار کے دہند
واں خلعتی کہ بہر خواص است عام را　　بے دار عشق بر سر بازار کے دہند

لیکن عشق کی سواری ایسی سواری ہے کہ ایک ہی دوڑ میں دونوں جہان سے باہر نکلجاتی ہے۔ اور لامکان کے میدان میں جولانی کرتی ہے۔ ؎

در عالم او اگر بکار آئی تو　　در دفتر عشق در شمار آئی تو
جبرئیل امین رکابدار تو بود　　بر مرکب عشق اگر سوار آئی تو

تو نے یہ تو سنا ہو گا کہ ابراہیم علیہ السلام کا دل بیٹے کی طرف راغب ہو گیا تھا۔ خواب میں اس پر ظاہر کیا کہ لڑکے کی قربانی کر۔ جب لڑکے کی محبت اس کے دل سے اٹھ گئی تو حکم ہوا کہ ہم کو بیگناہ لڑکے کی گردن کٹوانے کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ تیرے دل سے محبت غیر کو نکال دیا جائے۔

اے عزیز! نماز۔ روزہ۔ ورد و ظائف، تنہائی اور گوشہ نشینی یہ سب مشائخ کے افعال ہیں۔ اور تمام مومن اس کے لئے مخصوص ہیں۔ لیکن شان العشاق شان آخر دعاشقوں کی شان اور ہی شان ہے، عشق کا کام ہی علحدہ ہے اس واسطے کہ یہ کام جوانمردوں کا ہے۔ نہ لڑکوں کا کھیل۔ کیونکہ اس راہ میں اول قدم یہ ہے کہ مال و مرتبہ اور زن و فرزند۔ جان و تن اور دین و ایمان کا خیال

چھوڑ دے۔ اور عشق کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرے۔ پس جو دل عشق کے رستے میں ہو، اس سے مطالب دنیوی رخصت ہو جاتے ہیں ؎

درد عشق آمد دوائے ہر دلے
حل نہ شد بے عشق ہرگز مشکلے

لیکن جب محبت کی قوت اور شوق کے غلبہ کے باعث محب مولے ہو جاتا ہے اور رسوم اور عادات سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اور معشوق کے دروازے کے بغیر کوئی اَور قبلہ نہیں جانتا۔ اس کو عشق کہتے ہیں۔ اور بہت سی خلقت اس سے محروم ہے ؎

گر شود یک ذرہ مخلت حاصلت — باز خندد آفتابے در دلت
ہر کہ را دل در مودّت زندہ شد — از خصوصیت خدا را بندہ شد

اَے بھائی! محبت میں جفا اور وفا اور منع اور عطا سب یکساں ہیں۔ چنانچہ المحبت لا یزید بالوفاء ولا ینقص بالجفاء (محبت وفا سے زیادہ نہیں ہوتی اور جفا سے کم نہیں ہوتی) سے صاف ظاہر ہے۔ اور جو شخص جفا اور وفا میں اور منع اور عطا میں فرق خیال کرتا ہے۔ وہ محبت میں ابھی خام ہے۔ اور عشق میں ناکمل۔ عشق ایسا کام نہیں جو ہر ایک کو مل سکے اور ایسا درد نہیں جو ہر سینہ میں رہ سکے جب تک موت سے پہلے نہ مرجائے، تب تک اس راستے میں قدم نہیں رکھ سکتا اور اس کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکتا ؎

بوالعجب مذہبیست مذہب عشق — چار مصحف در و یک آیت نیست
عشق را بوحنیفہ درس نہ گفت — شافعی را در و روایت نیست
حنبل از راز عشق بے خبر است — مالک آگاہ ازیں حکایت نیست

اَے بھائی! یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں محض خدا کی محبت کے لئے کرتے ہیں۔ اور بہشت کی اُمید اور دوزخ کا خوف اُن کے دل میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ سلطانِ ہمت ہیں۔ ان کے نزدیک سوائے خدا کے اور کسی چیز کی قدر و منزلت نہیں۔ اگر خدائے تعالےٰ وصل کا خیمہ اور بازگشت کا گنبد دوزخ میں بھیجدے۔ تو دوزخ کی آگ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں۔ اور اگر ایک لحظہ بھر فردوس اعلےٰ میں محجوب

کئے جائیں تو اس قدر آہ و بکا کریں کہ اہل دوزخ بھی اُن پر رحم کھائیں ؎

گر سلسلۂ نقش بر دوزخیاں بنہند
در پنج نماز خود دوزخ بدعا خواہند

کہتے ہیں کہ خلقت کو دوزخ کی آگ سے عذاب کرینگے۔ اور دوزخ کو عشق کی آگ سے ؎

در زہد بود منبر و محراب بہ تحقیق | در عشق بجز بادہ و زنار نباشد
بردار بپائے اگر عاشقِ مردی | ور نہ بنشیں کار نگینہ نباشد

قال علیہ السلام من عشق وعف وکتم ومات فقد مات شہیدا

(پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا فرماتے ہیں۔ جس شخص نے عشق کیا اور اُس کو پاک رکھا اور چھپایا اور مر گیا پس وہ شہید ہو کر مرا) ؎

موتے کہ ز عشق است نہ موت است حیات است
من مات من العشق فقد مات شہیدا ۱؎

بندوں پر فرض عین ہے کہ خدائے تعالےٰ تک پہنچیں۔ اور خدا تک پہنچنے کے لئے وسیلے کا ہونا ضروری ہے۔ اور سوائے عشق کے اور کوئی وسیلہ نہیں۔ لیکن بزرگوں نے کہا ہے۔ محبت کا کمال یہ ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کو ایسا دوست رکھے کہ سوائے اس کے اور کسی کی طرف التفات نہ کرے اور غیر حق اس کے دل میں نہ رہے ؎

در بتکدۂ کز خیال معشوقہ ماست | رفتن بطوافِ کعبہ از عین خطاست
گر کعبہ ازاں بوئے ندارد کنش است | با بوئے وصالِ او کنش کعبۂ ماست

اے بھائی! معشوق کا جمال عاشق کے دل میں اس طرح سما جاتا ہے کہ اور کسی چیز کے لئے جگہ باقی نہیں رہتی۔ اُس وقت عاشق معشوق ہو جاتا ہے۔ جب عاشق نے غم ہجراں سے خلاصی پائی اور فراق کا اندوہ نہ رہا۔ اُس وقت عاشق اپنے آپ کو نہیں دیکھتا سب معشوق ہی معشوق اسے دکھائی دیتا ہے۔ متغیر اُس وقت ہوتے ہیں۔ جب دو آدمی ہوں۔ اور التفات بھی اُس وقت کرتے ہیں جب دو آدمی ہوں۔ اسی موقعہ پر طلب جاتی رہتی ہے اور فراق اور وصال نہیں رہتا۔ اور خوف اور امید بھی بھاگ

۱؎ جو عشق کے سبب مرا وہ شہید ہو کر فوت ہوا۔

جاتی ہے ۔ یہ مرتبہ عشق میں سب سے بڑا ہے ۔ مجنوں نے اس مرتبے میں کہا تھا ۔ انا لیلی و لیلی انا (میں لیلی ہوں اور لیلی میں ہوں) ؎

عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست — تا کرد زمن تہی و پر کرد ز دوست
اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت — نامے ست زمن بر من و باقی ہمہ اوست

مکتوب ششم

در اوصاف جان یعنی روح ؛

اے بھائی! روح جو خلیفۂ حق ہے ۔ جب تجلی میں آتا ہے تو اپنی خلافت کے باعث انا الحق (میں خدا ہوں) کا دعوے کرنا شروع کرتا ہے ۔ کیونکہ تمام موجودات کو خلافت کے تخت کے سامنے سجدہ میں دیکھتا ہے ۔ خیال کرتا ہے کہ شاید یہی حضرت حق ہے ۔ اس حدیث کے بموجب اذا تجلی اللہ بشئ فضع لہٗ (جس وقت خدا کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو اس کو ضائع کر دیتی ہے) حیرت میں پڑ جاتا ہے ۔ ہزاروں سالک تمام منازل کو طے کر کے اس مقام پر آ کر لوٹ جاتے ہیں ۔ یہ خدا کی راہ میں آخری فتنہ ہے ۔ جو سالک کو اس تجلی میں اپنا مفتون بنا لیتا ہے ۔ اور آگے جانے سے ہٹا رکھتا ہے ۔ اور اگر ما زاغ البصر و ما طغیٰ (نہ آنکھ اچکی و نہ نافرمانی کی) اس کی صفت ہو جائے ۔ تو وہ چلا جاتا ہے ۔ اور اس فتنہ سے گذر جاتا ہے ۔ اور کامل دولت کے سایہ میں کام کی حقیقت کو پہنچ جاتا ہے ۔ اس جگہ معلوم ہوتا ہے کہ عاشق کون ہے ۔ اور نعمت کا طالب کون ؛

اے بھائی! روح مخلوقات عالم کی طرح نہیں ۔ ایک درویش کے پاس روح کی بابت ذکر کیا گیا ۔ تو اس نے فرمایا جلال اللہ یعنی روح خدا کا جلال ہے ۔ سارا جہان اس کے لئے سرگرداں ہے ۔ استاد ابوبکر وفاق کہتا ہے ؎

شہر و وطن باز نشان بیرون است — بر ہر چہ مشکل زنی از آن بیرون است
این سر نہفتہ از میان بیرون است — یعنی کہ حق از ہر دو جہان بیرون است

عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ قل الروح من امر ربی (کہدے کہ

کہ روح امر ربی ہے) یہی کامل شرح ہے۔ لیکن اہل معرفت کہتے ہیں۔ کہ امر چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے۔ پس روح بھی امر ہونا چاہیئے۔ اور امر امر ہوتا ہے نہ مامور فاعل ہوتا ہے نہ مفعول۔ قاہر ہوتا ہے نہ مقہور۔ یہ بھی زیادتی کی ہے۔ اگر شریعت دیوانگی کی قید اٹھا دیتی تو میں پوچھتا کہ روح کیا چیز ہے۔ لیکن غیرت الوہیت اس بات کی اجازت نہیں دیتی، چنانچہ کہا گیا ہے۔ ان اللہ غیور (تحقیق خدا غیرت والا ہے) غیرت کے باعث روح کی شرح کرنا منع کی ہے۔ کیونکہ خدا کے رازوں کا ظاہر کرنا کفر ہے۔ خواجہ ابو سعید ابو الخیر فرماتے ہیں

اے دریغا جان قدسی در دو جہاں ‎ کس ندید ستش عیان و کس نہ استش نشاں

گر کسے گوید کہ دیدم در مکان لامکاں ‎ بر درخت غیرت او آویختہ شد پیش زاں

اے بھائی جب کنت کنزاً (میں پوشیدہ تھا) کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے پہچانا اپنے آپ کو اس نے پہچانا پروردگار اپنے کو) اہل بصیرت پر یہ کام پوشیدہ نہیں ہے۔ اور نیز فرماتا ہے۔ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی (جب میں نے اسے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی) یہ کہاں کا پتا دیتا ہے۔ اور ان اللہ خلق ادم علیٰ صورتہ (تحقیق خدا تعالےٰ نے آدم کو پیدا کیا اپنی صورت پر) یہ کیا اشارہ جو کرتا ہے۔ فہم من فہم (سمجھا جس نے سمجھا) اس سے زیادہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ الٰہی بھیدوں کا ظاہر کرنا کفر ہے۔ پس اتنا اختصار واجب ہے اس مقام پر ہشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ علم کے پاؤں سے اس جنگل میں سفر نہیں کر سکتے۔ اور عقل کے بدرقہ سے اس منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا ہے۔ علم بارگاہ کا نقیب ہے۔ جو خدم و حشم کی ترتیب کو نگاہ رکھتا ہے۔ لیکن اس کو بادشاہوں کے اسراروں کے حاصل کرنے سے کچھ واسطہ نہیں اگرچہ عقل کا ترازو درست ہے لیکن ایسے ترازو سے جس سے سونا چاندی تولتے ہیں، پہاڑ نہیں تول سکتے۔ آخرت کے احوال اور دین کے حقائق جو وصول سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ کی ذات اور صفات اور معرفت کے احوال یہ جس کسی کو عنایت کرتے ہیں، اس کے لیئے سلوک میں (عنقریب ہم

دکھا دینگے اُن کو) دولتِ عظیم ہوتی ہے ۔لیکن اگر اس میں غور و خوض کرے ۔ تو حرام ہے ÷

ایک شخص نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی، علمنی من غرائب العلوم یعنی مجھے علوم کے عجائب و غرائب کی تعلیم کرو تو آپ نے فرمایا ۔ ماذا اعدت للموت یعنی تو نے موت کیلئے کیا طیار کیا ہے ۔ جا قدرت کے اسرار اور روح کا علم اور قدرت کے بھید کا جاننا تیرا کام نہیں اور جو بات دین کی حقیقت سے تعلق رکھتی ہے ۔اس کو کھلم کھلا معاملہ کے طور پر بیان کرنا حرام ہے ۔لیکن مجمل طور پر بیان کرنا حرام نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں میں بعض رمز و اشارے کے طور پر کوئی بات بیان کرتے ہیں ۔ اور تنبیہ اور ترغیب اور تسویق کے طور پر لکھتے ہیں ÷

ایک بزرگ فرماتے ہیں ۔کہ کچھ مدت یہ کیفیت رہی کہ جب میں اسے ڈھونڈتا اپنے آپ کو پاتا ۔لیکن اب یہ حالت ہے کہ میں اپنے آپ کو ڈھونڈتا ہوں تو اُس کو پاتا ہوں ÷

اے بھائی! مطلوب طالب سے دور نہیں ہے وھو معکم اینما کنتم (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) لیکن اس طالب کو اس سے دوری ہے جو کہ اپنے آپ میں محجوب ہے ۔جب اپنے وہم اور گمان سے باہر نکلتا ہے مطلوب کو ظاہر دیکھ لیتا ہے ؎

معشوق عیاں بود نمیدانستم
با من بمیاں بود نمیدانستم
گفتم ز طلب مگر بجائے برسم
خود تفرقہ آں بود نمیدانستم

مکتوب ہفتم

در نزول بلا ÷

اے بھائی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ ان اللہ یجرب المؤمن بالبلاء کما یجرب احدکم الذھب بالنار (تحقیق اللہ تعالے

مومن کو بلا سے آزماتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی سونے کو آگ سے آزماتا ہے) خدا کی مرضی یہی ہے کہ مومن کو مُصیبت کے ذریعہ آزمائے، تاکہ جھوٹے اور سچّو میں تمیز ہو جائے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ آزمائش کیوں ہوتی ہے۔ یہ اس لئے کہ جس وقت بندہ نے لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ کہا۔ گویا اُس نے دعوے کیا، کہ مَیں تیرا دوست ہوں۔ فلا بد من البرھان (پس دلیل کا ہونا لازمی ہے) کیونکہ صرف دعوے ہی دعوے بغیر دلیل کے منظور نہیں ہوتا۔ اور نیز یہ بھی تو نے سُنا ہوگا۔ البلاء موکل بالانبیاء ثمہ بالاولیاء (مصیبت انبیاء پر نازل ہوتی ہے اور اس کے بعد اولیا پر) یہی سبب ہے کہ عاشق صادق کیلئے راحت محال ہے۔ ایک مرد نے عرض کی اے رسول اللہ انی احب اللہ (مَیں خدا سے محبت رکھتا ہوں) آپ نے فرمایا استعد البلاء یعنی مُصیبت کیلئے تیار رہ۔ کیونکہ دلیل کو نہیں چھوڑینگے۔ ہر چیز آرام سے بقا حاصل کرتی ہے اور مُصیبت سے نابود ہو جاتی ہے۔ خدا کی محبت کے برخلاف، کیونکہ خدا کی محبّت محنت اور بلا ہر یہ بات مسلمہ ہے کہ دعوے کو بغیر دلیل اور حجت کے نہیں چھوڑتے۔ اس واسطے کہ سچّے اور جھوٹے میں تمیز ہو جائے۔ جب ابراہیم علیہ السّلام کو نمرود لعین نے کانٹوں میں گھسیٹا، تاکہ آگ میں ڈالدے۔ تو آپ کی زبان مُبارک سے حسبی اللہ (کافی ہے مجھے خدا) نکل گیا۔ اور جب ڈھینکلی میں رکھ کر آگ میں ڈالا۔ تو ابھی اوپر ہی تھے کہ جبرائیل علیہ السّلام آئے اور کہا۔ ھل لک حاجتہ (کیا تجھے کوئی ضرورت ہے) آپ نے فرمایا اما الیک فلا (ہے تو سہی لیکن تجھ سے نہیں) پس جبرائیلؑ نے کہا اسئل ربّک (اپنے رب سے سوال کر) آپ نے فرمایا حسبی عن سوالی علمہ ما بحالی (اس کا علم میرے حال کی بابت میرے سوال کی نسبت کافی ہے) اور یہ دلیل آپ کے دعوے کی تھی جو آپ نے کہا تھا کہ حسبی اللہ +

زاد الارواح میں وہب بن منبہ کی نسبت لکھا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ مَیں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ موسٰے علیہ السّلام نے شیطان کو دیکھا۔ تو فرمایا۔ کیا ہی اچھا ہوتا جو تو سجدہ کرتا۔ اُس نے کہا ایسا کرنے سے مَیں اپنے دعوے میں جھوٹا ٹھیرتا تھا۔ جیسا کہ آپ نے جب محبّت کا دعوے کیا تو آپ کو کہا گیا۔

انظر الی الجبل یعنی پہاڑ کی طرف دیکھ۔ آپ نے پہاڑ کی طرف دیکھا۔ ایسا ہی میں نے اپنے دعوے میں جھوٹا نہ ہونے کی خاطر سجدۂ غیر پر، لعنت اور عذاب کو ترجیح دی۔ مصیبت میں یہ بھید ہے کہ نعمت میں آرام کرتا ہوتا ہے اور مصیبت میں بھاگتا جب کوئی اس کے غیر کے ساتھ آرام کرتا ہے تو وہ دوست سے دُور جا پڑتا ہے۔ اور مصیبت میں آرام کرتا ہے تو دوست کو پہنچ جاتا ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است
گر شراب لطف او خواہی مدام قطع کن وا دیئے قہر او تمام

فرعون کو چار سو سال تک ملک عافیت بغیر طلب کرنے کے دیا گیا۔ اور عمر بھر میں کبھی اسے سر درد بھی نہ ہوا۔ اور اگر موسٰے علیہ السلام درد اور سوز اور بھوک کو طلب کریں تو بھی ایک ذرہ بھر نہ دیویں +

ایک دفعہ امام شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے مُناجات کے وقت کہا کہ اے خداوند تو اپنے دوستوں کو کب تک ماریگا۔ خدا نے فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ اپنا خونبہا حاصل کرلیں۔ پھر عرض کی اے خداوند ان کا خونبہا کیا ہے۔ فرمایا میرا دیدار اور جمال۔ من قتلہ محبتی فانا دیتہ (جس کو میری محبت نے قتل کیا ہے میں اُس کا خونبہا ہوں) پس بندہ کے لئے مصیبت میں فخر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خدا سے محبت رکھتا ہے +

ایک دفعہ ایک درویش نے کہا لیس بصادق فی حبہ من لم یصبر علی ضربہ (وہ شخص اُس کی محبت میں صادق نہیں جو اس کی مار پر صبر نہیں کرتا) +

ایک عارف نے اُسے للکارا اور کہا اخطأت یا فقیر بل لیس بصادق فی حبہ من لم یتلذذ علی ضربہ (اے فقیر تو نے خطا کی ہے یوں کہو کہ وہ شخص اس کی محبت میں صادق نہیں جو اس کی مار کی لذت حاصل نہیں کرتا) +

محبوب کا جمال محب (عاشق) میں محیط ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو نیست کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہست ہوتا ہے۔ اس مقام پر درد کیا چیز ہے مصیبت بھی [illegible] +

[1] کہتے ہیں کہ رابعہ بصری علیہ الرحمتہ پر جس روز بلا نازل نہ ہوتی، تو مناجات کرتے

کہ اے خداوند تو نے مجھے ماتم عنایت نہیں فرمایا۔ اس لئے میں طلب کروں کہ وہ کہاں ہے +

جب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مُلک اور تحقیری میں مخیر کئے گئے تو چونکہ آپ محبت تھے آپ نے فقر اختیار کیا، کیونکہ فقر مصیبت کا گھر ہے۔ اور آپ نے اُس وقت یہ دعا کی :-

اللھمّ احینی مسکیناً وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین (اے خداوند مسکین ہی مجھے زندہ کر اور مسکین ہی بنا کر مجھے مار اور میرا حشر بھی مساکین کے زمرے میں کر) ؎

عزت چو وراشاید بی ہیچ شکے سالک ۔۔۔ ذکر مکاں ما راجز خوار نباید شد
بردار چو مے بینی پیوستہ جمال او ۔۔۔ در جار سوئے عشقش بے دار نباید شد

چونکہ عشق و محبت کے عالم سے ذرہ بھر بھی فرعون۔ نمرود اور قارون کے نصیب نہیں ہوا، سب کو صاحبِ مُلک و مرتبہ کیا: تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ دوستوں کے ساتھ معاملہ اَور ہے۔ اور دشمنوں کے ساتھ اَور +

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خلیل اللہ علیہ السلام کو جو حکم ہوا تھا کہ لڑکے کی قربانی دے! یہ مصیبت نہیں تھی۔ اور نہ ہی یہ مصیبت تھی جو ذکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر آرہ چلایا۔ اور نہ ہی وہ مصیبت تھی جو یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں کھا۔ بلکہ بلا اور محنت یہ تھی! جو ہمارے سر پر نازل ہوئی ہے کہ کبھی تو فرماتے ہیں۔ لولاك لما خلقت الافلاك یعنی اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ مطلب یہ کہ سب کچھ تیرے لئے ہے۔ اور کبھی فرماتے ہیں۔ لیس لك من الامر شئ یعنی کوئی کام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اور کبھی ہماری قسم کھاتے ہیں۔ کہ لعمرك (تیری عمر کی قسم) اور کبھی تازیانہ ہمارے سر پر مارتے ہیں کہ الم یجدك یتیماً فاوی (کیا تجھے یتیم نہیں پایا اور تجھے پناہ نہیں دی) کبھی عرش کو ہمارا فرش بنایا ہے۔ اور کبھی جَو کے ایک پیمانہ کے لئے کافروں کے دروازوں پر پھرایا ہے۔ اور کبھی فرمایا ہے۔ ورفعنا لك ذكرك (اور ہم نے بلند کیا واسطے تیرے تیرا ذکر) اور کبھی اونٹ کا اوجھ میری گردن میں لٹکایا ہے ؎

گہ با لفِ پُر سیم و گہے درویشم　　گہ بادلِ پُر نشاط و گہ دل ریشم
گہ در پسِ خلق و گاہ اندر پیشم　　با بو قلمونِ روزگار خویشم

کہتے ہیں۔ کہ پہلا حرف جو لوح محفوظ پر لکھا تھا محبّت کا لفظ تھا۔ پس
ب کا نقطہ ن کے نقطہ سے بدل کر محنت ہو گیا ہے

جاناں دلِ خود بزلفت آویختہ ام　　ویں جاں بغم عشق تو آمیختہ ام
تا در دلم ایں شور برا انداختہ ام　　خونِ جگرم زدیدگاں ریختہ ام

مکتوب ہشتم

در وصول ✦

خداوند تعالٰے کی درگاہ کا وصول ایسا نہیں ہے، جیسا جسم کا وصول جسم سے ہوتا ہے۔ یا جوہر کا عرض سے یا علم کا معلوم سے یا عقل کا معقول سے یا شے کا شے سے۔ تعالیٰ اللہ عن ذٰلِک علوا کبیرا (خداوند تعالٰے ان سے بہت برتر ہے) اور یہ وصول کا لفظ شرع اور عرف میں آیا ہے۔ اور ان لوگوں میں مشہور ہے۔ پس خداوند تعالٰے سے پیوستگی یہ ہے کہ خدا کے سوا باقی تمام اشیا سے بری اور مجرّد ہو جائے۔ اتصال کے معنی ہیں، خدا کی درگاہ میں مشغول رہنا۔ اور اس قدر مشغولیت جو غیر حق سے بری ہو خدا سے مشغول کر دیتی ہے۔ اور وہ مشغولیت جو حق سے بری ہو غیر سے ملحق کرتی ہے ✦

حارث رضی اللہ تعالٰے عنہ کے قول پر دلیل ہے۔ جس قدر کہ حارث رضؓ کو دنیا سے انفصال تھا، اتنا ہی عقبٰے سے اتصال تھا ✦

محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے انفصال کیا اس واسطے خداوند تعالٰے سے اتصال کیا۔ اگر آپ کے دل میں کوئی چیز ایسی ہوتی۔ جو غیر حق سے اتصال کرتی تو آپ فرمایا کرتے اعوذ بک من کذا (میں تجھ سے ایسی باتوں کیلئے پناہ مانگتا ہوں) آپ نے یہ بھی فرمایا اعوذ بک منک (میں تجھ سے تیرے ہاتھ سے پناہ مانگتا ہوں) پس ثابت ہو گیا کہ آپ کے سر میں کوئی چیز غیر حق نہیں تھی

اے بھائی اگر ظاہراً تجھے ایسا فصل ہے، جس کو وصل نہیں۔ لیکن حقیقت میں ایسا وصل ہے، جس کو فصل نہیں۔ ظاہر میں وہ عناصر اربعہ یعنی پانی۔ ہوا۔ آگ۔ اور مٹی سے مرکب ہے۔ اور حقیقت میں سات صفات یعنی حیات۔ قدرت ارادت۔ علم۔ سمع۔ بصر اور کلام سے مقدر ہے۔ اگر تیرہ خاک کو اس کی صفائی حاصل نہیں ہو سکتی تو دامن تر کے پانی پر بھی اس کے درس کا کچھ اثر نہیں۔ اور جس کو ہوا نے پریشان کردیا ہو اُس کو بھی اس کے فضا میں دخل نہیں۔ اور دھوئیں سے ملی ہوئی آگ کو بھی اس لقا سے شمار نہیں اور یہ ایسا فصل ہے جس کو وصل نہیں لیکن اس سبب سے کہ خداوند تعالےٰ حیّ و علیم و قدیر و مرید۔ سمیع و بصیر اور متکلم ہے۔ قدرت کو قدرت سے اور ارادت کو ارادت سے اور علم کو علم سے اور زندگی کو زندگی سے اور سمع کو سمع سے اور بصر کو بصر سے اور کلام کو کلام سے معنوی اتحاد ایسا ہے کہ ان میں تمیز کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ متحدہ چیزوں کی حقیقت بلحاظ اس کی ماہیت کے دو نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ محالات میں ظہور میں آ سکے اور یہ وصل ہے جس کا فصل نہیں ہے۔ اگر اربعہ عناصر بہ سبب تفرقہ اور ترکیب کے باری تعالےٰ سے ملحق نہیں، لیکن ساتوں صفات بہ سبب پاکیزگی اور زیادتی صفت کے خدا کی طرف مضاف ہیں۔ اور یہ غلط نہیں بلکہ ٹھیک ہے۔ پس اس سبب سے ممکن کے لئے واجب کا وصول ممکن اور واجب ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔ اس مقام پر معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ فصل بغیر وصل کے عین وصل بغیر فصل کے ہے۔ جس شخص کو اپنے آپ سے فصل بے وصل ہوتا ہے۔ اُس کو وصل بے فصل حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کو اپنے آپ سے وصل بے فصل ہو۔ اُس کو فصل بے وصل ہوتا ہے۔ شاید شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وجہ سے فرمایا ہے کہ

الوضوء انفصال والصلوٰۃ اتصال فمن لم ینفصل لم یتصل (وضو بمنزلہ انفصال کے ہے اور نماز بمنزلہ اتصال کے پس جو شخص پہلے انفصال نہیں کرتا اُس کو اتصال حاصل نہیں ہوتا) اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو کی حقیقت ہے۔ اپنے آپ سے انفصال کرنا، اور نماز کی حقیقت ہے خداوند تعالےٰ سے اتصال کرنا۔ پس جس شخص کو وہ انفصال حاصل نہیں اُس کو یہ اتصال بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

وضو سے مراد ہے ناپاکی کا دُور کرنا اور وجود سے دور رکھنا۔ پس جس طرح بغیر اسکے دُور کئے طہارت مطلق حاصل نہیں ہوتی۔ وجود کو اس ناپاکی کے دُور کرنے سے اپنے آپ سے تو انفصال حاصل ہوتا ہے، لیکن خدا سے اتصال ہوتا ہے۔ یہ ایسا وصل ہے جس کو فصل نہیں۔ اور الصلوٰۃ معراج المؤمن (نماز مومن کا معراج ہی) اس پر گواہی دیتا ہے۔ اور یہ عروج طبیعت سے حقیقت کی طرف ہوتا ہے۔ اور حقیقت سے خدائے تعالےٰ کی طرف۔ لی جنات ونھر (میرے واسطے بہشت اور نہریں ہیں) یہ طبیعت کا بیان ہے۔ فی مقعد صدق عیان حقیقت عند ملیک مقتدر عین حق۔ طبیعت کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ ایک بقا کی طرف دوسرا فنا کی طرف، جو رُخ بقا کی طرف ہے اس کو آخرت کہتے ہیں، اور وہ حقیقت کے متعلق ہے جو بمنزلہ جنت کے عناصر کے ہے۔ اُس عناصر کی علامت یہ ہے۔ و ان الاخرۃ لھی الحیوان (تحقیق آخرت حیوانیت ہے) اور وہ رُخ جو فنا کی طرف ہے، اُسے دنیا کہتے ہیں۔ اور وہ محض طبیعت ہے۔ جو حجاب میں مستور ہے چنانچہ بل طبع علیٰ قلوبھم فھم لا یعلمون (بلکہ اُن کے دلوں پر خداوند تعالےٰ نے نقش کیا ہے اور وہ نہیں جانتے) اس کے بارے میں ہے۔ اور حجاب کا بیان اس طرح پر ہے کہ کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون (وہ آج کے دن اپنے رب سے محجوب ہیں)۔

پس آخرت کی اصل بہشت ہے اور دنیا کی اصل دوزخ۔ جس نے طبیعت کو حقیقت کی طرف لگایا وہ دنیا سے آخرت کو پہنچ گیا اور اُس کو جنت مل گئی اور دوزخ سے اُس کی طبیعت خلاصی پا گئی۔ اور جس نے طبیعت کا رُخ اپنی طرف ہی رکھا تو یہ بات اُس کے حق میں عذاب کا باعث بن گئی۔ اور اُس کا وجود اُس کے لئے وبالِ جان ہو گیا۔ چنانچہ البشریۃ کلہٗ عذاب (بشریت محض عذاب ہے) سے ظاہر ہے۔ ہر صاحب دولت کو کہ مبدء اول الست بربکم میں اس کی روحانیت اور انسانیت کی طبیعت پر اس کی بنیاد کے سرمائے کا خمیر اور مرجع اور منتہی کا اخیر یہ لکھا کہ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہ نورہٖ (خلقت کو اپنے زیر سایہ پیدا کیا اور پھر اُس پر اپنا نور چھڑکا) اس کی جان کے حلق میں جام الست کا گھونٹ ڈالا کہ وہ

ہرگز اس کی جان کے حلق سے باہر نہیں ہوتا ہے

عشاق تو از الست مست آمدہ اند
سرمست ز بادۂ الست آمدہ اند

پروانے کی طرح عشق میں ایسے جان پر کھیل جانے والے ہیں کہ الوہیت کے جذبے کی کمند ان کی گردن میں عہد الست سے ہی ڈال رکھی ہے۔ اور آج ہنسی خوشی خدا کی جلالیت کی شمع کے جمال کے پردوں کے شوق میں اُڑ رہے ہیں۔ اور من یقرب الی بشرا تقرب الیہ ذراعًا (اور جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اُس کے نزدیک ہاتھ بھر آتا ہوں) کے موافق ان کا استقبال کرتے ہیں۔ اور اِن کو اس قول کے مطابق من جذبۃ الحق یتوازی عمل الثقلین (جسکو خدا اپنی طرف کھینچتا ہے اسکو جن و انسان کے عمل کا مالک بناتا ہے) جذبے کے ہاتھوں سے وصال کے پہلو میں کھینچ لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو ان کمزور پروں سے کب تک ہمارے جمال کے پردوں کے گرد اڑیگا۔ تو ان بال اور پروں سے ہماری ہویت کی ہوا میں نہیں اُڑ سکتا۔ یہ اپنے پر و بال والذین جاھدوا فینا (اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی) کے میدان میں خرچ کردی تو ہم بسبب لنھدینھم سبلنا (عنقریب ہم انہیں رستہ دکھائینگے) اپنے انوار کی شعاعوں کے پر و بال عنایت کرینگے۔ کیونکہ یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء (خدا جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے) ہے

اے دل این راہ بقیل و قالت ندہند
جز بر در نیستی وصالت ندہند
وانگاہ در اں ہوا کہ مرغان ویند
تا بال و پر و بالے پر و بالت ندہند

اے بھائی خداوند تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ بند خودی سے آزاد ہیں اور جذبات کے تصرف سے عالم الوہیت میں خوش ہیں ہے

صوفیاں در دمے دو عید کنند
عنکبوتاں مگس قدید کنند

ایسا صوفی جو فنا فی اللہ ہو گیا ہو۔ اس کا ہر گھڑی نیا وجود پیدا ہوتا ہے اور پھر جذبے کے تصرف سے محو ہو جاتا ہے۔ اور اس محو سے پھر آہستہ آہستہ دوسرا پیدا ہوتا ہے۔ پس اسے ہر دم عالم الوہیت میں یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت ما یرید

(خدا جسے چاہے محو کرتا ہے اور جسے چاہے ثابت رکھے) کے جذبے کے تصرف سے محو اثبات ہوتا ہے۔ اور صوفی کے لئے اس دم میں دو عیدیں ہوتی ہیں۔ ایک عید محو کی دوسری اثبات کی۔ اس موقع پر اگر اسے روح اللہ اور کلیم اللہ کہا جائے تو بجا ہی اور یہ لباس اس کے وجود پر ٹھیک آتا ہے ے

دانی کہ چہ بود شرط خرابات تخت

تاج و کمر و کلاہ دربارے چست

اے بھائی! بزرگوں نے کہا ہے، کہ خداوند تعالےٰ تک رسائی کرنا بندہ کیلئے آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ جو شخص دنیا کی محبت کو چھوڑ دے۔ اور اپنے اور اپنے بال بچوں کے کھانے پینے کا غم دل سے دور کرے اور طلب حق میں صدق اور اخلاص بدرجہ کمال رکھتا ہو اور ہمیشہ سوز و گداز میں رہتا ہو۔ ایسے شخص کے لئے خدائے تعالےٰ تک پہنچنا بہت آسان ہے۔ اور برخلاف اس کے جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہو اور اپنے بال بچوں کے کھانے پینے کا غم کرے۔ اور رات دن اسی دھندے اور فکر میں مشغول رہے اور دنیا کے حاصل کرنے کے لئے صدق اور اخلاص بدرجہ کمال رکھتا ہو۔ ایسے شخص کے لئے خدا تک پہنچنا بہت مشکل ہے ے

تا بود یک ذرہ از ہستی بجا

کفر باشد گر نہی در عشق پائے

کہتے ہیں۔ کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی۔ جب گھر واپس آئے، تو پہلے دن دنیا کو ترک کیا اور دوسرے روز عقبےٰ کو۔ تیسرے روز خدا رسیدہ ہو گئے + چوتھے روز کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ خدا رسیدہ کب سے ہوئے۔ تب آنجناب نے فرمایا کل سے۔ سائل نے عرض کی کس طرح؟ آپ نے فرمایا پہلے دن میں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور دنیا کا خیال چھوڑ دیا۔ دوسرے دن آخرت کے خیال کو بھی خیرباد کہا تیسرے روز پردہ اٹھ گیا، اور میں خدا رسیدہ ہو گیا ے

محراب جہاں جمال رخسار ماست

سلطان جہاں در دل بیچارہ ماست

مکتوب نہم

در تصفیہ باطن +

اے بھائی! اخلاق کے پاکیزہ بنانے اور بدعادات کو نیک عادتوں سے تبدیل کرنے میں حتے الوسع کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس کو بڑی مہم خیال کرنا چاہئے۔ اور غفلت اور سستی نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ سخت مصیبت کا سامنا ہے۔ نعوذ باللہ منہا (ایسی باتوں کے لئے ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں) اور وہ مصیبت یہ ہے کہ درندوں چوپایوں اور حیوانات میں سے ایک ایک صفت انسان میں بھی داخل ہے جس حیوان کی صفت انسان میں ہوگی۔ قیامت کے دن اس صفت کا لحاظ کیا جائیگا نہ کہ صورت کا۔ مثلاً اگر زندگی میں کسی شخص میں غصب (زبردستی چھین لینا) کی عادت غالب ہو۔ تو قیامت کے دن اس کا حشر کتے کی صورت میں ہوگا۔ اور اگر کسی میں شہوت کی صفت کا غلبہ ہو اُس کا حشر سؤر کی صورت میں۔ اسی طرح اگر کسی میں تکبر کی صفت غالب ہوگی۔ تو قیامت کے روز اس کی صورت چیتے کی ہوگی۔ اور اگر کسی میں چاپلوسی کی صفت غالب ہوگی۔ تو اُس کا حشر لومڑی کی صورت میں ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس، دوسری صفتوں کا بھی یہی حال ہے +

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام قیامت کے روز دیکھینگے کہ آذر کو دوزخ میں لئے جا رہے ہیں۔ تو خداوند تعالےٰ سے عرض کرینگے۔ کہ اے خداوند تعالےٰ اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوسکتی ہے، کہ میں تو عرصات میں کھڑا ہوں اور میرے باپ کو دوزخ میں لئے جا رہے ہیں۔ آخر تو نے دنیا میں کہا تھا۔ ولا تخزنی یوم یبعثون (اور مجھے قیامت کے دن غمگین نہ بنانا) تو اسی وقت انسانی صورت آذر کی ظاہر سے لے لیجاوینگی اور کفتار[۱] کی صورت میں کر دیا جاویگا۔ کیونکہ دنیا میں یہی صفت اس پر غالب تھی۔ اور آنحضرت کو حکم ہوگا کہ تجھے اس کفتار سے کیا نسبت اور قرابت ہے +

---

[۱] ایک جنگلی جانور ہوتا ہے جو بھیڑ بچے کا شکار کرتا ہے +

سگِ اصحاب کہف کو کُتے کی صُورت سے نکال کر آدمی کی صوت عنایت کرینگے۔ کیونکہ وہ دنیا میں وہ کُتے کی صورت میں رہکر انسانی صفات سے موصوف تھا اور وہ انسانی صورت میں کفتار کی صفت سے موصوف تھا +

پس صورت کا کوئی اعتبار نہیں، واقعی اعتبار سیرت پر ہوتا ہے لیکن جاہل لوگ آج کل صوت پر ہی اعتبار کرتے ہیں +

اے بھائی! بہت سے آدمیوں کو قیامت کے دن دیکھیگا کہ جو درندوں اور وحشیوں کی صوت میں محشور ہونگے۔ اور بڑی بے عزتی کے ساتھ انہیں کی صف میں کھڑے کئے جائینگے۔ اور شرمندگی کے مارے رو ئینگے۔ اور برخلاف اس کے بہت سے درندوں اور چوپاؤں کو دیکھیگا کہ جن کا حشر انسانی صورت میں ہوگا۔ اور کمال عزت کے ساتھ آدمیوں کی صف میں کھڑے کئے جائینگے۔ پس یہ عقدہ بہت مشکل ہے اور سخت دشوار کام ہے +

بزرگوں نے کہا ہے کہ کوہ آحد کے حق میں جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ احد جبل یحبنا و احبتہٗ (آحد ایک پہاڑ ہے جس کو ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہمیں محبت کرتا ہے) قیامت کے روز پتھر کا لباس اس سے اُتار لیا جاویگا۔ اور آدمیوں کی صورت میں صدیقوں کی صف میں کھڑا کیا جائیگا۔ کیونکہ باوجود پہاڑ ہونے کے اس میں صدیقی کی صفت تھی۔ اس واسطے صدیقوں کے گروہ میں شمار ہوا +

اے بھائی! ایسے ایسے خطرات اور مصائب درپیش ہیں۔ جب تک بُری صفتوں کی بیخ کنی نہ ہو جائے اور نیک صفتوں کو استحکام نہ ہو جانے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے روز صورت تبدیل ہو جائے +

اگر کوئی شخص معلوم کرنا چاہے کہ خداوند تعالےٰ اس سے خوش ہے یا نہیں تو اُسے چاہئے کہ اپنے اعمال کی طرف دیکھے۔ اگر ان اعمال میں خدا کی طاعت ہی طاعت ہے، تو سمجھے کہ خدائے تعالےٰ مجھ سے خوش ہے۔ اور اگر تمام معصیت ہی معصیت ہے، تو سمجھے کہ ناخوش ہے +

اے بھائی! جس شخص کو یہ نعمت حاصل ہوگئی۔ اس کا نقصان کیا ہوا۔ کیونکہ

من لہ المولی فلہ الکل (جس کا خدا اُس کا سب کوئی) اُس کی دولت ہے ایسے لوگوں کو اہل وحدت کہتے ہیں۔ جو نورِ حقیقی کے ساتھ دنیا سے گذر گئے ہیں +

مکتوب دہم

در بلا و محنت +

اے بھائی! دُنیا مصیبتوں اور آفتوں کا گھر ہے۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ایک دم بھی بغیر مصیبت اور تکلیف کے یہاں بسر کرے۔ پس ضرور ہے کہ مصیبت اور محنت کا خوگر ہو۔ اور خداوند تعالٰے کی قضا و قدر کو تسلیم کرے۔ اور اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر اپنے آپ کو اُس کے حوالہ کر دے۔ اور اپنی مرادوں سے قطع تعلق کر دے جو کہ بندگی کا سرمایہ ہے۔ اور بندگی اور مراد اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ یہ ایکدوسرے کی ضد ہیں +

اے بھائی! باوجود بہشت جیسے مقام اور تاج عصمت او قبائے خلافت اور اکرام اور احترام کے ہمارے باپ سے یہ نہ ہوسکا کہ ایک دم بغیر محنت اور مصیبت کے اپنے پاؤں پر قائم رہے۔ اور وہ پھسل ہی گیا۔ تو میں اور تم جو کہ اُس کے فرزند ہیں۔ ہمارے لئے آج آزمائش میں گرفتار اور محنت و مشقت کی سرائے میں سرگرداں اور ہزاروں گناہوں اور خطاؤں کے ساتھ آلودہ اور مستحق عذاب ہو کر محال ہے کہ ایک دم بھی بغیر مصیبت اور تکلیف کے گذار سکیں ؎

آدمی بہرِ بے غمی رانیست   پاے در گل جز آدمی انیست

شاید تو نے قصص الانبیا میں محنت اور مصیبت کی حکایتیں سُنی ہونگی +

اے بھائی! ہماری غذا اور خوراک ماں کے شکم میں خون کھانا تھی۔ اور جو خونخوار ہو کو مراد اور راحت سے کب آرام حاصل ہو سکتا ہے، اور عیش و عشرت سے کیا کام۔ وہ جو کہ نبیوں کے بادشاہ اور اولیاؤں کے سردار ہیں۔ اُن کی فریاد یہی ہے۔ بالیت رب محمد لم یخلق محمد (اے محمد کے پروردگار کاشکے محمد پیدا ہی نہ ہوتا) اور وہ جو نبیوں اور رسولوں کے بعد سب انسانوں سے اشرف اور افضل ہے۔ اس کی آہ و زاری یہ ہے

یالیت کنت ورقۃ شجرۃ تاکل الانعام (کاش کہ میں درخت کا پتہ ہوتا اور چوپائے مجھے کھا لیتے) +

اور وہ شخص جس کی فضیلت یہ تھی کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا (میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے) روتا تھا اور کہتا تھا۔ یالیتنی کنت صبغا لامی۔ میری اور تیری کیا ہستی ہے۔ اور ہم کیا کر سکتے ہیں +

اے بھائی! وہ کام جو میرے اور تیرے ذمے ہے۔ اُس کو نہ تو عرش برداشت کر سکتا ہے۔ اور نہ آسمان اور نہ ہی پہاڑ اور نہ ہی زمین۔ خداوند تعالٰے کی درگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر عرض کرے

از درِ خویشم مگرداں نا اُمید
از سرِ لطفے سیاہم کن سفید

اے بھائی! سالک کے لئے دو کام ضروری ہیں۔ ایک اخلاق کا تبدیل کرنا۔ اور دوسرے مزاج کا بدلنا۔ جب کسی سالک کا قدم اس راستہ پر ہوگا، تو وہ تمام مراحل و منازل میں درست رہ سکیگا۔ لیکن ایسے شخص سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو یگانگی سے گریز کرے اور بیگانگی سے تعلق پیدا کرے۔ ان سب باتوں کا ہم معائنہ اور مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اور سالک کو چاہئے کہ شرع کے حقوق ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اور جیسا کہ شرع کا حق ہے، پورا پورا ادا کرے۔ اور اسی کو اپنے راستے کا سلوک خیال کرے۔ کیونکہ شرع صرف یہی نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ نہیں۔ بلکہ جو کچھ تو خدا کے حکم کے مطابق کریگا۔ سب تیرے راستے کا سلوک ہوگا۔ چنانچہ کلام مجید اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔ ما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم (ہر ایک جاندار چیز کا مالک خدا ہے تحقیق میرا رب طریق عدل پر ہے) +

اے بھائی! تجھے اُس کی رضامندی درکار ہے نہ کہ مکہ اور مدینہ اور نہ منبر اور مسجد اور نہ کنیا اور گوشہ نشینی اور تنہائی اور نہ دین اور مذہب اور نہ مجاہدہ اور ریاضت اور نہ سفر اور اقامت

در کیلدۂ کہ خیالِ معشوقہ ماست | رفتن بطوافِ کعبہ از عین خطاست

گر کعبہ از روئے ندارد کنشت است با بوئے وصال او کنشت کعبہ ماست

اے میرے عزیز! تمام جہان کے علم اس نکتہ میں مندرج ہیں۔ کہ صادق طالب ادھر اُدھر کی باتوں کا خیال نہ کرے۔ اور جس چیز سے مقصد حاصل ہوتا ہو اور اس کو اپنے رستے کا فیض خیال کرے۔ اگرچہ وہ ظاہر میں بُرا ہو، اسی کی طرف خیال رکھے چنانچہ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ کہ یہ تمام علوم جو کتابوں میں درج ہیں، مختصر ہیں۔ خدا کے رستے کا علم اور یہی علم ہے ✦

اے بھائی! بزاری۔ بیچارگی مفلسی اور نیازمندی اختیار کر کیونکہ اسکا نام اُنہوں نے بندگی رکھا ہے۔ اور اسی کو تمام سعادتوں کا نشان مقرر کیا ہے۔ انتظار کی دونوں آنکھیں بے علی کے لطف کی طرف کھول۔ اور طلب کے دریا میں غوطے لگا۔ اگر اُس کی مہربانی کی لہر نے ساحل مطلوب پر تجھے پہنچا دیا۔ تو بہتر فقد فاز فوزًا عظیمًا۔ (جو پہنچ گیا اُس نے عظمت حاصل کی) اور اگر اُس کے قہر کے مگرمچھ نے نگل لیا۔ تو خیر فقد وقع اجرہٗ علی اللہ (جو گذرا اُس کا اجر اللہ کے ذمے ہے) ؎

آں را کہ ہدیارش درعالم خود بارش
بیواسطہ کارش کردار چہ خوب آید

بنی اسرائیل سے ایک آدمی نے سالہا سال تک عبادت کی۔ فرشتے کو حکم ہوا کہ اس آدمی سے کہہ، کہ اپنی تکلیف ضائع نہ کر۔ یہ تیری تمام بندگی۔ عبادت۔ مجاہدہ۔ ریاضت اور حد درجہ کی مشقت اور محنت ضائع ہے۔ اور تیرا مقام دوزخ میں ہے۔ جب اس مرد نے یہ حکم سُنا۔ اُس نے جواب دیا، کہ میں بندہ ہوں۔ مجھے بندگی سے کام ہے۔ خداوندی اُس کا کام ہے۔ جو کچھ کرتا ہے وہی جانتا ہے۔ مالک ہے۔ اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ فرشتے نے آ کر پیغام دیا۔ جواب آیا۔ کہ جب بندہ باوجود اپنی لئیمی کے باز نہیں آتا۔ میں اپنی کریمی سے کس طرح باز رہوں۔ پس معلوم ہوا کہ بندہ کو اپنی لئیمی سے کام ہے ✦

اے بھائی! جس نے خدائے تعالےٰ کی قضا و قدر کا خیال کیا اور اُس میں مشغول ہوا اُس پر اگر دونوں جہان کی مصیبتیں نازل کی جائیں تو بھی اُسے ذرا سی معلوم ہوتی ہیں خواہ وہ پہاڑ کے برابر ہوں لیکن جس شخص نے اپنی طرف دیکھا اور وہ آہ وزاری میں

مشغول ہوگیا۔ اس پر ذرہ بھر بلا بھی پہاڑ کے برابر ہوتی ہے ✦

حدیث شریف میں آیا ہے۔ الایمان نصفان نصفہ صبراً و نصفہ شکر (ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر اور دوسرا حصہ شکر) یعنی ایمان کا سبب دو آدھے ہیں۔ ایک آدھا خداوند تعالےٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا ہے اور دوسرا آدھا مصیبتوں میں صبر کرنا ہے۔ اگر نعمت عنایت کرے تو شکر طلب کرنا چاہئے۔ اور اگر مصیبت میں مبتلا کرے تو صبر طلب کرنا چاہئے۔ لیکن تجھے معلوم ہے کہ صبر کیا چیز ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر بندہ کو مصیبت اور مشکل پیش آئے۔ تو اس کے قول، فعل اور حال میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہ ہو۔ اور تجھے معلوم ہے کہ شکر و رضا کیا چیز ہے۔ شکر و رضا یہ ہے۔ کہ اگر مصیبت نازل ہو تو ناخوش نہ ہوئے۔ جب بندہ نعمتوں میں شاکر اور مصیبتوں میں صابر ہو جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ ایمان اور توحید رکھتا ہے۔ نہیں تو صرف دعوئے بغیر سند قابل سماعت نہیں ہوتا۔ لیکن مصیبتوں میں وہ بھید اور کام ہیں، جو نعمت میں نہیں۔ اور خداوند تعالےٰ کی مرضی یہی ہے۔ کہ جو کچھ رکھا ہے مصیبت کے پردہ میں رکھا ہے۔ تھوڑا کھاتا اور خشک ٹکڑے پر صبر کرتا اور شرمگاہ کو ڈھلنے پر اکتفا کرنا یا ایک ہی کپڑے پر گذارہ کرنا کام نہیں ہے۔ بلکہ کام خدا کے ساتھ رضا و تسلیم میں ہے ؎

ہیچ دل راجز تحیر چارہ نیست | از شد و آمد جہاں آگاہ نیست
کار عالم جز طلسم و پیچ نیست | جز خرابی و خرابی ہیچ نیست

مکتوب یازدہم

در شریعت و طریقت ✦

اے بھائی شریعت ایک ایسا رستہ ہے، جس سے تنقیہ ظاہری حاصل ہوتا ہے۔ اور انسان مہذب اور شائستہ بن جاتا ہے۔ اور طریقت وہ رستہ ہے۔ جس سے باطن کا تصفیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور دل صاف اور پاک ہو جاتا ہے۔ اور حق کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ سے نفرت کرتا ہے۔ اور خدا سے

میل محبت۔ اور کسی حالت میں بھی اپنی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ اور نہ اپنا ذکر کرتا ہے اور یہ کام سوائے ہمیشہ کے فکر کے حاصل نہیں ہو سکتا +

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان لکل شئی صفاو صفاۃ القلوب ذکر اللہ تعالیٰ (تحقیق ہر ایک چیز کے لئے صفائی کرنیوالا ہوتا ہے اور دل کی صفائی کرنے والا ذکر الٰہی ہے) جب ذکر سے دل کا زنگ دُور ہو جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے جو چیز آئینۂ دل پر ظاہر ہوتی ہے وہ صفائے ذکر کی تصویر ہوتی ہے۔ اور ذکر۔ ذاکر اور مذکور ہو جاتا ہے۔ ھذا سرّ عظیم (یہ ایک بڑا بھید ہے) +

اے بھائی! زبان سے ذکر کرنا دل کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے۔ اور دل سے ذکر کرنا۔ روح کو مذکور کے پاس حاضر کر دیتا ہے۔ اور رُوح سے ذکر کرنا سِر کو مذکور کے پاس حاضر کر دیتا ہے۔ اور ذکر سِر خفی کو مذکور کے پاس حاضر کرتا ہے۔ اور خفی ظاہر میں انا انا (مَیں میں) کہتا ہے۔ اور باطن میں ھو ھو (وہی وہی) کہتا ہے۔ اور حقیقت کا رستہ ایک ایسا رستہ ہے جس سے امر کے اضافات کا اسقاط حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سالک وجدانی الذات (خدا کی ذات کو جس نے پا لیا ہو) ہو جاتا ہے۔ پس تجھے چیز سے اور چیز کو تجھ سے منسوب کرتے ہیں۔ حقیقت کی راہ سے کوئی بچ کر نہیں نکلا ہے۔ اور اس مقام میں جب سر اس ملامت کے کوچے سے اٹھاتے ہیں۔ تو جنیو پہن لیتے ہیں +

اے بھائی! آفتاب بذات خود نور بخش اور فیض رساں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خودی کی دیوار کے پیچھے پردے میں رہے تو یہ کم نصیبی اسی کی طرف سے ہو گی۔ نہ کہ آفتاب کی طرف سے فیض کی کوتاہی۔ جب سالک پر یہ آیت کشف ہوئی۔ کہ کل من علیہا فان (ہر چیز فنا ہونے والی ہے) اور یبقیٰ وجہ ربك ذو الجلال والاکرام وحدہٗ لا شریك (اور باقی رہیگی صرف ذات پروردگار ذو الجلال والاکرام کی جو ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں) اس پر ظاہر ہوئی۔ وہ کیوں انا (میں) نہ کہے۔ اگر یہ نہ کہے تو کیا کہے۔ انا کی گفتگو کشف کی حالت میں جو شخص کہتا ہے۔ اُس کی خطا نہیں سمجھی جاتی ہے

حاصل اندر امانِ استغراق
شاہدِ روح جز خدا نبود

لیکن جب غیرت کے کوتوال نے سلطنت کی سولی گاڑی ہوئی ہے اور کہتا ہے کہ من صرح بالتوحید الخ من احبا غیرہ لو ظہری الربوبیت لنطلب النبوۃ الی احکام النبوۃ و قوام الایمان و استقامت الشرع بکتمان سر قد وقع الندیر علیہا انتظام الدین واللہ غالب علیٰ امرہٖ ✦

اے بھائی! جو کچھ اہل ذکر نے کہا ہے اور جو کچھ سُنتا ہے۔ خدائے تعالےٰ سالک کو اُس کے کہنے کے لئے امر کرتا ہے۔ بلکہ سالک اس بات کو جمادات اور نباتات اور حیوانات کی بھی زبان سے ہی سُنتا ہے۔ اور وہ ذکر جو آپ کرتا ہے یہ ذاکر کے لئے بمنزلہ صدا کے ہوتا ہے۔ اور اسی کو کشف خیالی کہتے ہیں، حقیقی نہیں کہتے۔ اور اگر ان سے وہ ذکر سُنے جو ان چیزوں کے لئے مخصوص ہے۔ تو اُس کا نام کشف حقیقی ہے ✦

اے بھائی! اگر تجھے رحمت کے خمخانہ سے پیالے پر پیالہ دیں تو تو کھا پی لے اور بدمستی نہ کر اور ہشیار رہو۔ اور ہمت کر۔ اور اگر آٹھوں بہشت تجھے دکھلائیں تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ ✦

اے بھائی! وقت کے بوجھ کو اُٹھانا چاہئے۔ سالک کو اس بات سے کوئی چارہ نہیں کہ قہر اور لطف میں پرورش پائے۔ ورنہ خام رہیگا۔ یہ تمام باتیں جو سالک کے پیش آتی ہیں۔ اس واسطے ہوتی ہیں کہ غیر کا خیال اس کے دل سے اُٹھ جائے۔ نہ اس واسطے کہ اس کو ہلاک کیا جائے۔ تسلی رکھ اگر تجھ میں ذرہ بھر کی غیرت ہے تو جا ابھی عاجز ہے ✦

اے بھائی! مکاشفات کی کوئی انتہا نہیں۔ اس واسطے کہ عالم حقیقت لامتناہی ہے۔ جب تقریر میں نہیں آسکتے، تو عبارت میں کس طرح سما سکینگے۔ عالم حقیقت دریائے ناپیدا کنار ہے، اس کا پینا اور نگلنا اور ھل من مزید (کچھ اور ہے) کہنا بہت مشکل ہے۔ کہ پہاڑ بھی نابود ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب حق تعالےٰ کے ساتھ ہو تو ایک ہی قطرہ میں بھر تے ہیں ✦

امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللھم زدنی تحیرا (اے خداوند میری حیرت کو اور بھی زیادہ کر) جب کوئی محبت کی شراب کا مست ہوتا ہے جس قدر پی جائے پی سکتا ہے۔ جیسا کہ جب کوئی آدمی مصیبت کا عادی ہو جاتا ہے مصیبت اُس کے لئے راحت ہو جاتی ہے ؎

بردار چو مے بینی پیوستہ جمال اُو
بردار سوئے عشقش بیدار نباید شد

اے بھائی! توحید کی راہ مردوں کی راہ ہے۔ اور ایک ایسا دریا ہے جس کی کوئی حد نہیں عقل اور علم بھی اس سمندر کی گہرائی میں غرق ہیں۔ اور عدم کی جائے قرار میں آرام کئے ہوئے ہیں۔ لکھنا بولنا تو کجا، جو شخص اس دریا میں پڑا وہ عالم حیرت میں حیران رہ گیا ؎

مگو با من چہ بیں داری خوشم با دین توحیدش ... ہمیں دیدیم صواب آمد دگر دینہا خطا دیدم
زمن بردار وصف اوز من دو چوں گویم ... کہ در دین یگو یاں دو گفتن نا روا دیدم

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اصدق ما قالت العرب، اقول النبذ اللہ کل شیئ باخلد اللہ باطل کل نعم لا محالۃ زائل ؎

باطن نبری کہ ہستا ایں رشتہ دو تو ... یک پوست خود اصل و فرع پیکر تو بدو
خود اوست ہمہ لیک پنداشت من ... شک نیست کہ ایں جملہ منم لیک بدو

مکتوب دوازدہم

در فضل و کرم۔

اے بھائی! مرد بن کیونکہ خدا کے فضل اور کرم سے تمام مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور تمام مرادیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس واسطے کہ اس درگاہ میں کام بغیر سبب کے ہوتا ہے۔ اصحاب کہف نے کونسی بندگی اور اطاعت کی تھی یا فرعون نے کونسی بات کی تھی کہ اُن کو ایک دم بیگانگی سے یگانگی تک پہنچا دیا۔ اور اپنی درگاہ کا مقرب بنا دیا۔

۱؎ میں کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا لیکن کسی کو بھی ہمیشہ نہیں بنایا۔ ضرور ہر ایک نعمت زائل ہونے والی ہے ✣

خبردار تو کبھی شکستہ دل نہ ہو، اور کام کئے جا۔ اور نا اُمیدی کو اپنے پاس تک پھٹکنے نہ دے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کر۔ کیونکہ خلوت میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور نفس کے عیبوں پر نظر پڑ سکتی ہے۔ اور اپنی گمراہی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور یہ نیکبختوں کی علامت ہے۔ کہ اُن کو نفس کی مصیبتوں اور شیطان کے مکروں سے واقف کیا جاتا ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، تو از خود بھڑک اُٹھتا ہے لیکن سالک کو اس مقام پر پہنچنے کے لئے کئی سالوں کا عرصہ درکار ہے۔ مگر جس شخص پر خدا کا فضل اور کرم ہو، وہاں سال اور مہینے کسی شمار میں نہیں۔ کیونکہ اس کے طالبوں کو ہر رات شب قدر اور ہر روز، روزِ عید ہے۔ تو اُس کا ہو رہ پھر سب تیرا ہے۔ من لہ المولیٰ فلہ الکل (جس کا خدا ہے اُس کا سب کوئی ہے)

اے بھائی! اپنی دعا سے اس فقیر کو با نصیب کر کیونکہ المسلم لاخیہ المسلم عن اظہر الغیب لایرد[1]۔ اس عبارت کی طرح اور بھی دوسرے بزرگوں نے فرمایا ہے۔ تمام کا مدعا تواضع اور فروتنی ہے۔ چنانچہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت ذکر کرتے ہیں کہ جب آپ بلالؓ کو نہ دیکھتے فرماتے۔ یا بلال ادعونی (اے بلال مجھے بلا)

یقیں میداں کہ مردان شکاری
دریں راہ خواستند از سو یاری

اے بھائی! حدیث میں آیا ہے۔ کہ سب سے پہلے جو چیز لوح محفوظ پر لکھی ہے، وہ یہ ہے۔ کہ انی انا اللہ لا الہ الا انا (میں اللہ ہوں نہیں ہے کوئی معبود لیکن میں) من لم یرض بقضائی ولم یشکر علیٰ نعمائی فلم یصبر علیٰ بلائی فلیخرج من تحت سمائی و لیطلب ربا سوائی (یعنی جو شخص میری قضا پر راضی نہیں ہوتا۔ اور میری نعمتوں کا شکر بجا نہیں لاتا اور میری نازل کردہ مصیبتوں پر صبر نہیں کرتا۔ پس اسے کہو کہ میرے آسمان تلے سے نکل جاوے۔ اور یہ بھی کہ میرے سوائے کوئی اور خدا طلب کرے)

اے بھائی! خواہ انسان قضا پر راضی ہو نہ ہو اس کی تقدیر بدل نہیں جاتی لیکن ایسا کرنے سے انسان گنہگار ٹھیرتا ہے۔ بلکہ شرک کا بھی خوف ہوتا ہے۔ اس مقام

[1] مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے حق میں غیب سے رد نہیں کیجاتی

ہوشیار رہنا چاہئے۔اور زہر کو شربت کی طرح نوش کرنا چاہیئے۔کیونکہ مصیبتوں اور تکلیفوں میں بڑے بڑے کام اور بھید ہیں۔خدا کی مرضی ہی اسی طرح ہے کہ جو کچھ قضاؤ قدر نے رکھا ہے۔مصیبت کے پردہ میں رکھا ہے۔مصیبت عطا کا سبب ہے بزرگ فرماتے ہیں۔کہ مصیبت حضرت ایوبؑ پیغمبر کے بدن مبارک پر متواتر تھی۔جب تک آپ کے جسم مبارک پر گوشت رہا۔تب تک آپ نے کسی قسم کا گلہ و شکوہ یا آہ و زاری نہیں کی۔اور جب آپ کے وجود مبارک پر گوشت بالکل نہ رہا۔تو آپ نے خیال فرمایا کہ مصیبت اب ختم ہو چلی۔اور چونکہ جب مصیبت ختم ہو جاتی ہے۔تو خدا کی عنایت بھی بندہ پر ختم ہو جاتی ہے۔اس واسطے آپ ڈر گئے۔اور عطا کے زوال کے خوف کے باعث روئے اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ انی منی الضر و انت ارحم الراحمین (مجھ سے سوائے صبر کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔تو بڑا رحم کرنے والا ہے) +

سلطان العارفین کی بابت منقول ہے۔کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔کہ میری رضامندی مصائب کے برداشت کرنے میں یہاں تک ترقی کر گئی ہے کہ اگر مجھے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رکھیں تو مجھے زیادہ خوشی حاصل ہو گی بہ نسبت اس کے کہ کسی کو بہشت بریں میں لیجانے سے ہوتی ہے +

امام شبلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔کہ اگر خداوند تعالےٰ قیامت کے دن بہشت اور دوزخ کے حاصل کرنے میں مجھے اختیار دے۔تو میں دوست کی مراد کو پسند کرونگا۔اور اپنی مراد سے درگذر کرونگا۔کیونکہ اگر محبت میں اپنی مراد کی رغبت ذرہ بھر بھی ہو۔تو وہ حقیقی محب نہیں ہوتا۔حقیقی محب وہی ہے۔جس نے بالکل اپنی مراد کو ترک کر دیا ہو ؎

گر مراد خویش خواہی ترک وصل ما بگو
ور مرا خواہی رہا کن اختیار خویش را

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ انی احبک یعنی میں آپ کو محبت کرتا ہوں۔تو آپ نے فرمایا کہ استعد الفقر یعنی درویشی کے لئے تیار رہ۔کیونکہ فقر مصیبت ہے +

اے عزیز! ہر چیز کا سرمایہ تو آرام اور راحت ہے۔ مگر اُس کی محبت کا سرمایہ مصیبت اور تکلیف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

مکتوب سیزدہم

در عیبہائے دنیا و بلاہائے او ۔

اے بھائی! اگر کوئی شخص دنیا کے عیبوں اور مصیبتوں کے بیان میں کئی جلدیں بھی لکھے، تو بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ جس قدر اشیا ضروری تھیں اُنہی پر قناعت کرے۔ اور اگر نہیں کر سکتا، تو حاجت کے موافق جس قدر اشیا ہوں اُن پر تو ضرور قناعت کرے۔ تاکہ مصیبتوں اور آفتوں سے بچ جائے اور موت اور قبر کی تیاری میں مشغول ہو سکے ؂

نفس قانع گر گدائی میکند ۔۔۔ فی الحقیقت پادشاہی میکند
ہر کہ در راہِ قناعت مرد شد ۔۔۔ مہرِ دنیا بردلِ او سرد شد
ہر کہ او از دارِ دنیا پاک شد ۔۔۔ نورِ مطلق گشت گرچہ خاک شد

ایک درویش نے اپنی گودڑی جو پہنے ہوئے تھا جانکنی کی حالت میں باہر پھینکدی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا، جیسا میں آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں ۔

درویشی میں راحت ہی راحت ہے۔ اور دنیا کی مصیبتوں اور جھگڑوں اور فسادوں سے دُور ہے لیکن ہے نہایت مشکل۔ جس روز فقیر فاقہ کرتا ہے۔ اُس رات اُس کو معراج ہوتا ہے۔ چنانچہ اہل تصوف کا قول ہے۔ معراج الفقیر لیل الفاقۃ (فاقے کی رات فقیر کے لئے بمنزلۂ معراج کے ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ کوئی نعمت درویشی کے مقام سے بڑھ کر نہیں اور نہ کوئی مُلک مُلکِ قناعت سے زیادہ اچھا ہے ؂

ہیچکس را در جہانِ بحر و بر
از قناعت نیست مُلکے بیشتر

چونکہ درویشی خدا کے اسراروں میں سے ایک اسرار ہے۔ اس لئے اس میں فتوحات اور کشائشیں اس قدر ہیں کہ قلم ان کی شرح سے عاجز ہے۔ اگر درویشی میں مشکلیں اور مصیبتیں بہت ہیں، تو عنایتیں اور بخششیں بھی بیشمار ہیں ے

ہر کہ را در دیدۂ او خار نیست
باگل عیب خدا ئش کار نیست

اے میرے عزیز! قیامت کے دن دنیا کے تمام دولتمند او غنی فاقہ اور فقر کی دولت کو دیکھ کر خواہش کرینگے۔ اور کہینگے کہ افسوس ہماری عمر بھی دنیا میں گدائی اور فاقہ سے گذرتی ✣

معراج کی رات جو کچھ مُلک اور ملکوت میں تھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا گیا تو آپ نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اور فرمایا الفقر فخری (درویشی میرا فخر ہے) اس واسطے خداوند تعالےٰ کے محبوب بنگئے کیونکہ نیستی اور عدم کی خواہش رکھنا اور اپنے وجود سے درگذرنا، درویشی ہے ✣

ایک عارف بیمار تھا، کوئی ایک بزرگ اُس کی بیمار پُرسی کے لئے آئے اور کہا کہ تجھے کسی بات کی خواہش ہے تاکہ پوری کی جائے۔ اس نے کہا ہاں مجھے عدم کی خواہش ہے، جس کا وجود نہیں۔ پس درویشی اسرار الٰہی ہے ✣

شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ الفقر لا یحتاج الی اللہ (درویشی خدا کی بھی محتاج نہیں)۔ ✣

پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اذا تم الفقر فھو اللہ۔ (یعنی جب درویشی کمال کو پہنچ گئی تو وہی اللہ ہے) ✣

اے بھائی! درویشی کی صفتیں لکھنے اور کہنے میں نہیں آسکتیں۔ ان لوگوں نے عالم وحدت میں قرار پکڑا ہے۔ اور پردوں سے گذر گئے ہیں۔ اور مشاہدۂ حق کو پہنچ گئے ہیں۔ اور عین الیقین سے اُنہوں نے دیکھ لیا ہے، کہ ہستی صرف خدا کی ذات کو ہے۔ اور غیر حق اُن کی نظروں میں نہیں رہا۔ اور اُن کو کل شیءٍ ھالک الا وجہہ (تمام چیزیں ہلاک ہونے والی ہیں مگر اُس کا چہرہ) کشف ہُوا ہے ✣

کہتے ہیں کہ جب سالک اس مرتبے کو پہنچ گیا۔ تو قیامت آگئی۔ اور زمین کو

اُنہوں نے تبدیل کر دیا۔ اور آسمان کو لپیٹ لیا۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ ظاہر ہو گیا۔ خداوند تعالیٰ تو ظاہر ہے۔ لیکن سالک خود اپنے خیال اور گمان کے پردے میں چھپا ہُوا ہے۔ اور جب خودی اور گمان کے پردے سے نکل آتا ہے۔ تو عالم وحدت میں پہنچ جاتا ہے۔ پس جس کسی کا کہ خودی کا پردہ اُٹھ گیا، خواہ کسی حالت میں ہو وہ یگانہ بن جاتا ہے۔ بعض ظاہر بیں لوگ ان کاموں سے اعراض کرتے ہیں جو ظاہراً کئے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ ان بھیدوں سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے انکار کرتے ہیں۔ بعض سالک بھی جو اس کام کو کرتے ہیں، انکاری ہیں۔ بینہ وبین اللہ وا معاملہ تو ٹھیک اور درست ہے۔ لیکن اگر ان بیچاروں کو بھی ان لوگوں کی سی دولت نصیب ہو جائے۔ تو خود سمجھ لیں کہ کام کیا چیز ہے۔ اور انکار نابینائی کے سبب ہوتا ہے۔ اور یہ فقر عقل کے حوصلے کے لائق نہیں۔ اگر کسی کے پاس کام کے علم و عقل کی لیاقت ہو تو البتہ وہ اس راز کو کچھ معلوم کر سکتا ہے ؎

جانان سخن عشق کلامیست بلند بدنام شدن ز عشق ہست بلند
در عقل فرو شدیم و نامد کارے از عقل فراز ترک مقامیست بلند

مکتوب چہاردہم

در معرفت ؂

اس بارے میں امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ لولم یبعث اللہ رسولاً وحسب علی العقلاء معرفتہ یعقولھم لانفس المعرفت بدلیل قولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً یعنی اگر نہ بھیجتا اللہ رسول تو بعید ہو جاتی عاقلوں پر دریافت اُس کی۔ دیجاتی اُن کو عقل نفس معرفت ساتھ دلیل اس قول باری تعالیٰ کے، وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً (ہم کسی قوم کو عذاب نہیں کرتے تاوقتیکہ اس کی طرف رسول نہ بھیجیں) ؂

اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو امام صاحب نے استدلال کی ترک آیات سے

کی ہے۔ اور صرف ایمان اور کفر نہیں مرتا۔ بلکہ قیامت کو استدلال اُس کے ہمراہ ہوگا اس تقریر کے ترک کے بارے میں۔ آبو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کی تمہیدات میں اور سورۂ عنکبوت کی تفسیر مصنفہ امام زاہد میں مفصل طور پر ذکر ہے۔ اگر کسی کو ضرورت ہو، تو اُس جگہ دیکھ لے +

لیکن مذکورہ بالا امام کے نزدیک اِنسان ترکِ ایمان کے لئے ماخوذ ہے جیسا کہ دوسرے کافر، اس واسطے کہ ان کے نزدیک عقل معرفت کی علت ہے۔ اور ایمان کا وجوب بھی اسی سے ہے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک عقل معرفت کی علت نہیں اور نہ ہی صرف عقل سے ایمان کا وجوب ہے۔ بلکہ هو الله والعقل (اللہ ہی نے عقل کو بخشا) کے بموجب اس کی صرف یہی تعریف ہے اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ والله ولولا معرفته ما هدينا (قسم ہے اللہ کی اگر ہمیں معرفت نہ دیتا تو ہدایت نہ دیتا) اور یہ نہیں فرمایا۔ ولولا العقل ما هدينا (اگر عقل نہ دیتا ہدایت نہ دیتا) اور بزرگوں کے اقوال میں بھی آیا ہے۔ سُبحان من عرف معرفته لولا تعريفه (پاک ہے وہ جس کو پہچانا بسبب اُس کی معرفت کے اور نہ بسبب اُس کی تعریف کے) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے سُبحان من لم يجعل سبيلا للحق الى معرفته الا بالعجز عن معرفته (پاک ہے وہ جس نے بنایا راستہ درست اپنی معرفت کے لئے نہ ساتھ عاجز ہونے کے اُس کی معرفت سے) +

اے عزیز! عقل بیچارہ خود اپنے تئیں نہیں سمجھ سکتا، کہ کیا ہے اور کون ہے، تو خداوند تعالےٰ کو تعریف کے ساتھ کب معلوم کر سکتا ہے۔ جیسا کہ من عجز من معرفته نفسه فهو اخرى ان العجز عن غيره (جو شخص اپنی معرفت سے عاجز ہے وہ دوسرے کو کب پہچان سکتا ہے) ؎

اے شدہ از شناس خود عاجز ۔۔۔ کے شناسی خدائے را ہرگز
چوں تو در علم خود زبوں باشی ۔۔۔ عارفِ کردگار چوں باشی

عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ عرفت ربي بربي (میں نے رب کو رب ہی سے پہچانا ہے) عقل معرفت کے لئے بمنزلہ آلہ اور سبب کے ہے۔ اس واسطے

معرفت کی اضافت عقل کی طرف جائز ہے، جیسا کہ معرفت کی اضافت عاقل کی طرف
اگر عقل معرفت کی علت ہوتی، تو چاہیئے تھا کہ تمام عارف معرفت میں یکساں ہوتے
اور تمام بندے دلیل اور نشانیوں سے خدا کا راستہ ڈھونڈ لیتے۔ ایسا نہیں۔
مثلاً مومن اور کافر عقل میں تو برابر ہیں، مومن نے راستہ پا لیا اور کافر گمراہ ہو گیا۔
اور بہت سے ایسے کافر ہیں۔ کہ ہزار مومن سے بڑھ کر عقلمند ہیں۔ اور امورات دنیوی
کی تدبیریں ایک گھڑی میں کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا کا راستہ اُن کو نہیں ملتا۔ اور
بہت سے مومن ایسے ہیں، کہ اُن کو عقل سے ذرا مس نہیں اور دنیا کی تدبیر سے
بالکل ناواقف ہیں، لیکن حق تعالےٰ کی معرفت میں بال کی کھال نکالتے ہیں۔ اور دوسری
بات یہ ہے، کہ خدا تعالےٰ نے ہم کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ جنہیں عقل تو
نہیں لیکن خدا کو پہچانتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ و
جدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللہ۔ یعنی ہُدہُد نے سلیمان
علیہ السلام کو آکر خبر دی کہ مَیں نے بلقیس اور اُس کی قوم کو پایا۔ جو کہ اللہ تعالےٰ کے
سوا، آفتاب کو سجدہ کرتے تھے۔ اگر ہُدہُد خدا کو نہ پہچانتا، تو اُسے کس طرح معلوم
ہوتا کہ کس کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اور یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ پرندمیں عقل نہیں۔
اگر عقل معرفت کی علت ہوتی، تو بے عقل کے لئے معرفت الٰہی محال تھی۔ اس
بارے میں بہت سی خبریں ہیں اور خدا نے بھی ہم کو خبر دی کہ اومن کان
میتًا فاحییناہ (یا وہ شخص جو مردہ تھا ہم نے اُسے زندہ کیا) ہماری زندگی
از روئے ایمان کے اپنی طرف اضافت کی۔ جس طرح نفس کی زندگی بغیر جان کے
محال ہے۔ اسی طرح دل کی زندگی بغیر ایمان کے محال ہے۔ کیونکہ دل کو ایمان
سے زندہ رکھنا نفس کو جان سے زندہ رکھنے سے بہتر ہے۔ اور ایک اَور مقام پر
فرمایا۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام (پس کیا ہے وہ شخص جس کا سینہ اسلام
کے لئے کھولا گیا ہے) اس مقام پر دلوں کی کشائش کو دوستوں کے حق میں اپنی
طرف منسوب کیا ہے۔ اور دوسرے مقام پر دشمنوں کے حق میں دلوں کی بستگی
کو منسوب کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم
یعنی مُہر کی اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں پر اور کانوں پر۔ جب کشادگی اور بستگی

کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تو یہ بات باطل ہوگئی کہ اس کے سوا کوئی اور کھولنے والا یا بند کرنے والا بھی ہے ۔

اے بھائی! اس دنیا میں دشمنوں کو نعمت دی ہے، اور اولیاؤں کو مصیبت اور عقل کا تصور اس کے برخلاف ہے۔ کیونکہ عقل قیاس کرنے کا اوزار ہے۔ اور خدا کو قیاس سے بخوبی نہیں پہچان سکتے، اس واسطے کہ خداوند تعالےٰ کے کام اُس کی مرضی کے مطابق ہیں نہ کہ قیاس کے مطابق۔ خداوند تعالےٰ نے عقل کو اس واسطے کیا ہے کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ بندگی کس طرح کرنی چاہئے۔ اور یہ کہ اُس کے سوا کسی کی بندگی کرنا جائز نہیں۔ لیکن ربوبیت کا معلوم کرنا عقل کا کام نہیں۔ اس مقام پر تمام دانا اور حکیم سرگرداں ہیں۔ اور جہان کے تمام عالم اور عارف اس درگاہ میں ابجد خواں ہیں۔ کیونکہ معرفت کے اسرار میں عقل کے بھی ہوش و حواس گم ہوتے ہیں۔ اور عقل اگرچہ درست ترازو ہے۔ لیکن ایسی ترازو سے جو سونا چاندی تولنے کے کام آتی ہو پہاڑ نہیں تول سکتے ۔

مکتوب پانزدہم

در صفت دل ۔

اے بھائی! حضرت رسُول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الدنیا ملعون وما فیہا یعنی دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب ملعون ہے ۔

اے بھائی! جس دل میں دنیا نے گھر کیا ہو۔ وہ دل نہیں بلکہ گھر کو تباہ کرنیوالا شراب خانہ خراب ہے۔ مجھے اور تجھے اس مقام میں نہیں آنا چاہیے۔ جو دل کہ خراب ہے، خداوند تعالےٰ کو کس طرح پا سکتا ہے۔ کیونکہ دل تو ایک سے زیادہ نہیں۔ جب وہ محبت دنیا سے پُر ہو گیا۔ تو آخرت کیلئے اس میں جگہ نہیں رہی۔ اور دوسرے یہ کہ دین اور ایمان دل سے اُٹھتے ہیں۔ نہ کہ دوسرے اعضاؤں سے۔ اس واسطے بندوں پر دل کی نگہبانی فرض عین ہے۔ اچھی طرح چھان بین کر لے۔ کہ آج تیرے دل میں کونسی چیز غالب ہے۔ اگر دنیا کی محبت اور طلب غالب ہوگی تو تجھے دنیا کے

راستے سے پکڑینگے۔ اور اگر آخرت کی محبت اور طلب غالب ہوگی، تو آخرت کے راستے سے۔ اگر خدا کا عشق اور محبت غالب ہوگا، تو تجھے مولے کے پاس لیجائینگے +

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ المرء مع من احبہ (آدمی اُس کے ساتھ ہے جس کو وہ محبت کرتا ہے) تجھ کو آج جس سے محبت ہے، کل اسی سے تجھے ملادینگے +

اس مقام پر ہشیار ہونا چاہئے۔ کہ اس کا نتیجہ موت کے وقت ظاہر ہوگا جس شخص کے دل میں دنیا کی محبت اور عشق غالب ہوگا، اس کے سامنے مرتے وقت دنیا کو اُسی بدصورتی اور بُرائی سے جو اُس میں ہے، پیش کرینگے۔ جب تک کہ ہزار تکلیف اور خواری سے اس کی جان بدن سے نکل نہ جاوے +

اور جب آخرت کی محبت اور طلب غالب ہوتی ہے۔ تو آخرت کو اس خوبصورتی اور زیب وزینت اور دلربائی کے ساتھ جو اُس میں ہے، اس کے سامنے کرتے ہیں۔ تاکہ خوش وخرم ہوکر جان ملک الموت کے حوالے کرے +

اور جب خداوند تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے، تو پردہ درمیان سے اُٹھا دیتے ہیں۔ تاکہ معشوق کے مشاہدہ میں ایک جان سے کیا، ہزار جان سے قربان ہوجاوے۔ جب پردہ اُٹھ گیا تو حجاب زائل ہوگیا +

کہتے ہیں، کہ ایک درویش جانکنی کے وقت کمال خوشی سے ہنس رہا تھا۔ کسی نے اُس کو کہا، جانکنی کے وقت ہنسنا کیسا۔ اس نے کہا! معشوقوں نے پردہ اُٹھا دیا ہے اور عاشقوں کو معشوقوں کی بغل میں لئے جا رہے ہیں +

اے بھائی! مومن اور کافر اور مخلص اور منافق ملے جلے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں سبھی قسم کے فساد اور جھگڑے ہیں۔ فرعون اور نمرود نے جو خدائی کا دعوے کیا۔ اور ہلاک ہوئے، یہ دنیا کا غرور تھا۔ اور بلعم باعور اور برصیصا بھی دنیا کے سبب سے ہی ہلاک ہوئے۔ ایک جہان کو اندھا اور گونگا بنا رکھا ہے۔ کہ دولتمندی کے تمام عیبوں کو ہنر خیال کرتے ہیں۔ اور درویشی کو عیب جانتے ہیں۔ فرعون اور نمرود کا بھی مذہب تھا +

نمرود، ابراہیم خلیل اللہ کو درویشی کا طعنہ دیتا تھا۔ اور فرعون، موسیٰ کلیم اللہ کو درویشی کی طعن کرتا۔ پس جو شخص آج ان کے مذہب میں ہے۔ کل قیامت کی میدان میں ان کے ساتھ ہی ایک ہی سلسلہ میں ہوگا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ من تشبہ قوم فھو منھم (جو کسی قوم سے تشبیہ ڈھونڈتا ہے۔ پس وہ انہیں سے ہے)

کہتے ہیں۔ کہ اگر کبھی سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے دنیا کا ذکر ہو جاتا۔ تو آپ وضو فرماتے اور اگر بہشت کا تذکرہ ہوتا، تو غسل فرماتے۔

لوگوں نے پوچھا! کہ اے پیر بزرگوار یہ کس طرح ہے:۔

آپ نے فرمایا، دنیا محدث (ناپاک کرنے والی) ہے۔ پس اس کا ذکر بھی ناپاک ہے۔ اس لئے اس سے وضو لازم آتا ہے۔ اور بہشت چونکہ شہوت کا مقام ہے۔ پس اس کے ذکر سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اس کا ذکر جنابت ہے۔

اے بھائی! دنیا مصیبتوں کا دریا ہے، اور پُر خون سمندر۔ اور ایسی معشوقہ ہے جو فریفتہ کر لیتی ہے اور بے سروپا معشوق اور مغرور نازنین ہے۔ اور ایک بوالعجب ہے جو بہت خوش ہے۔ اس کے جمال میں سنی، رفتار میں موزونی ہے یہ ایک ایسی بڑھیا عورت ہے، جس نے بہت بناؤ سنگھار کیا ہوا ہو۔ اور ایسا معشوق ہے، جو خود رائے ہو۔ اور ایسا شوخ چشم ہے، جس کو نام و ننگ کی پروا نہ ہو۔ اور ایسا بے وفا جس کا انجام اچھا نہ ہو۔ اس کے مطالب بہت ہیں اور عیب بے شمار۔ اس کی رسوائیاں لاتعداد۔ اور اس کی برائیاں ان گنت۔ باوجود ان باتوں کے خلقت اس کے پیچھے دوڑتی ہے۔ اور کھٹکی اور ماری ماری پھرتی ہے۔ جس کو صبح کے وقت نوازش کرتی ہے، اسی کو شام کے وقت بے سروساماں بنا دیتی ہے۔ اور جس کو صبح کے وقت اٹھاتی ہے۔ شام کو گرا دیتی ہے

جہاں چوں مارغی پیچ پیچ است ترا آں بہ کزو در دست ہیچ است

نہ بخشند مرترا ایں نعمت ایام   کہ ہر یک باز نستانند سر انجام
منہ دل بر جہاں کیں پیر نا کس   جوانمردی نخواہد کرد باکس

میرے عزیز! معرفت کی علامت ترکِ دنیا ہے۔ جس جگہ ترکِ دنیا ہو، تحقیق اس مقام پر معرفت ہوگی۔ اور جس جگہ ترک دنیا نہیں اُس جگہ معرفت بھی نہیں +

لیکن اس مقام پر اس نکتے کا خیال رکھنا چاہیئے تاکہ غلطی میں نہ پڑ جاوے کہ ترک دنیا سے مراد ناپسندیدہ فضول چیزیں اور رستے کا حجاب ہے۔ اسی طرح جو چیزیں ضروری ہیں ان کا ترک کرنا بھی ناپسندیدہ اور راہ کی رکاوٹ ہے۔ کیونکہ آدمی کے لئے کھانے، مکان اور لباس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو لازم کر دیا گیا ہے۔ اگر سب کو ترک کر دے۔ تو دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اور طمع کرنے لگتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں مُصیبت ہیں اور ہلاک کرنے والی۔ جس طرح فضولات کی طلب فساد کی جڑ ہے۔ اسی طرح ضروریات کا ترک کرنا بھی فساد ہے۔ جس میں بڑی مصیبت و آفت ہے۔ پس مومن کے لئے ضرورت کے موافق دُنیا لے لینا جائز ہے +

روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم پیغمبر (علیہ السّلام) نے ایک یہودی سے کچھ قرض مانگا۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ اور کیا دوستوں کا یہی کام ہوتا ہے۔ کہ جس بات کی خواہش ہو۔ وہ دوست سے طلب نہ کریں۔ اور دشمن سے طلب کریں۔ ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کی الٰہی خداوندا تو نے دنیا کو دشمن کے نام سے نامزد کیا ہے۔ اس لئے میں ڈرا کہ دوست کو دشمن کو دوست سے کس طرح مانگوں۔ حکم ہُوا کہ جس قدر ضروری چیزیں ہیں ان کا ہونا دنیا نہیں کہلاتا۔ پس اس بات کی اجازت ہوگئی کہ جو ضروری چیزیں جن کے بغیر زندگی محال ہو، خدا سے طلب کرنی چاہئیں۔ حاجت کے موافق تریاق ہے۔ اور حاجت سے زیادہ زہرِ قاتل +

اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الدنیا مزرعۃ الاخرت (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) پس جو حاجت کے موافق ہو اس کا استعمال کرنا

چاہئے۔ اور اپنے ہاتھ، زبان، قلم، کاغذ، نقد اور جنس سے خلق اللہ کو بدنی آرام پہنچانا چاہئے۔ اور اس کام کو بڑا افضل سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ دنیا کے عیب۔ مصائب اور فساد اس قدر ہیں۔ کہ اگر بیشمار کتابیں اور دفتر کے دفتر ان کے بارے میں لکھے جائیں تو بھی دسواں حصہ ختم نہیں ہو سکتے۔ باوجود اتنے عیوب کے اس کی خوبی صرف ایک ہے کہ وہ مزرعۃ الآخرت ہے۔ یعنی دنیا سے آخرت کے لئے توشہ حاصل کر سکتے ہیں +

ایک بزرگ سے لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ خداوند تعالےٰ کی طرف کتنے رستے ہیں۔ اس نے جواب دیا، جس قدر موجودات کے ذرات ہیں +

چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق (خدا کی طرف اتنے رستے ہیں جتنے خلق اللہ کے دم) +

لیکن ان تمام رستوں سے زیادہ نزدیک اور مفید کوئی نہیں، سوائے اسکے کہ دلوں کو آرام پہنچایا جائے۔ اور ہم نے بھی اسی راہ سے مقصود حاصل کیا ہے۔ اور اپنے دوستوں اور یاروں کو اسی راستے کی وصیت کی ہے +

اے بھائی! صاحب شرع کا فتوےٰ یوں ہے کہ من قضی لاخیہ المسلم حاجتہ فقضی اللہ لہٗ سبعین حاجتہ یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ایک حاجت کو پورا کرتا ہے۔ خدا اس کی ستر حاجتیں بر لاتا ہے + پس عطا خدا کا فعلِ خاص ہے، یہ کس کو عطا ہو سکتا ہے۔ اسی کو احسان کہتے ہیں۔ اور یہ کسبی اور تقلیدی نہیں ہوتا یہ ہدایت کا خاصہ ہے +

کہتے ہیں، کہ ایک بادشاہ تھا جو راتوں کو جاگتا۔ اور نماز اور نفل پڑھتا۔ ایک بزرگ نے جب سُنا، تو کہا کہ بیچارہ اپنا رستہ بھول گیا ہے۔ اور عاجزوں کا کام اختیار کیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے شیخ بزرگوار یہ کس طرح۔ فرمایا، اس کا کام یہ تھا کہ بھوکوں کو طرح طرح کی نعمتیں کھلاتا۔ اور ننگوں کو قسم قسم کے کپڑے پہناتا۔ اور عاجزوں کی دلجوئی کرتا۔ اور حاجتمندوں کی حاجتیں پوری کرتا۔ اور مظلوموں اور ستم رسیدوں کی داد دیتا۔ یہ نفل اور نماز تو درویشوں کا کام ہے۔ ہر ایک کو وہ کام کرنا چاہئے۔ جو اُس کی حیثیت کے موافق ہو۔ اگر کوئی ایک شکستہ دل کی دلجوئی کرے۔ یا ایک عاجز کی

دستگیری کرے، تو اس سے بہتر ہے کہ وہ تمام عمر بیدار رہے۔ اور نفل پڑھے ٭

میرے پیارے! یہ دولت نہ تو نماز اور نفلوں میں ہے اور نہ روزہ اور نفل میں۔ جو شخص ایک شکستہ دل کو تلاش کر کے اس کی تسلی کرے تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس نے راتوں جاگنے اور ہمیشہ روزہ سے رہنے سے اچھا کام کیا ہے ٭

تو نے سُنا ہوگا۔ کہ رابعہ بصری کو جو قدر و منزلت عطا ہوئی وہ صرف اس وجہ سے تھی کہ آپ نے ایک پیاسے کُتّے کو پانی پلایا تھا ٭

لیکن کوشش اس بات کی کرنی چاہیئے۔ کہ جو کچھ دے بغیر سوال کے دے جیسے کسی نے کہا ہے ؎

آپ دیا تو دودھ برابر مانگ لیا سو پانی

اور جو دیوے محض خدا کے نام پر دیوے۔ اس میں دکھاوے کو دخل نہ ہو۔ اور خواہ کتنا ہی دیوے اُسے تھوڑا سمجھے اور عذر خواہی کرے ٭

چنانچہ سخیوں کے سردار جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اضعف احسانك بالاعتذا ر یعنی تو عذر خواہی سے احسان کو زیادہ کرے اور یہ بھی فرمایا ہے۔ السخی حبیب اللہ ولو کان فاسق۔ یعنی سخی خدا کا دوست ہے۔ اگرچہ وہ بدکار ہو۔ یہ بڑا عجیب کام ہے۔ اور بڑا بھاری عمل، جس کے ذریعہ فاسق بھی خدا کا دوست بنجاتا ہے۔ اور اُس کے دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے ٭

تجھے معلوم ہے کہ خدا کے دوستوں کی قدر و منزلت خدا کے نزدیک کس قدر ہے۔ خواہ خدا کے دوستوں کی کتنی ہی تعریف لکھوں تو بھی دریا سے قطرے کے برابر بھی نہیں ہوسکتی۔ اس واسطے کہ ان کی صفت ایسی ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوسکتی ٭

اے بھائی! بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور محبت کا مقام دل ہے نہ کہ دوسرے اعضا۔ اگر کسی کے قبضے میں تمام جہان ہو لیکن اس کی محبت اُس کے دل میں نہ ہو، تو کچھ خوف نہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں تمام جہان تھا۔ لیکن چونکہ اس کی محبت آپ کے دل

میں نہ تھی۔ اس لیے اُن کو کچھ نقصان نہ ہُوا ❖

اور شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کلاہ و قبار کھتے تھے یعنی ملک داری کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ کو وہ کمال حاصل تھا۔ جو ہزاروں سالکوں میں سے شاید کسی ایک کو بھی نصیب نہیں ہُوا ❖

اور محمد معشوق رحمۃ اللہ علیہ تاج سر پر قبا بدن پر رکھتے تھے اور دنیا قربان کرتے تھے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں، کہ کل قیامت کے دن صدیقوں کی یہ آرزو ہوگی کہ کاش ہم دنیا میں خاک ہوتے، تو محمد معشوق اُس خاک پر قدم تو رکھتا جس شخص کا یہ طریق ہو اُس کے نزدیک دنیا کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے ❖

لیکن وہ کون شخص ہے جس کیلئے دولت تیار رکھیں۔ یہ ایک بڑا بھاری مرتبہ ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے۔ کہ جو کچھ کسی کو دیویں بغیر سوال کے دیں۔ ایسا فعل خدا کے نزدیک بہت افضل ہے ❖

اصل بات تو یہ ہے کہ اپنی طرف یا اپنی عطا کی طرف خیال نہ کرے۔ اور جہاں تک ہو سکے خلقت کی نظر سے پوشیدہ رکھے اور اپنے وجود کو نابود خیال کرے اور خداوند تعالےٰ کو اپنے باطن پر متصرف سمجھے۔ کیونکہ حقیقت میں عطا کرنیوالا وہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ؎

بدنیا توانی کہ عقبےٰ خری   بخر جانِ من ورنہ حسرت بری

مکتوب شانزدہم

دربیانِ توبہ ❖

اے بھائی! اول سے آخر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتوں ہی کا حصّہ ہے اور اول سے آخر تک پلید رہنا شیطان کا کام ہے۔ لیکن گناہ کر کے توبہ کرنا آدم اور اُس کے فرزندوں کا کام ہے۔ بندہ گناہ کرنے سے ماخوذ نہیں کیا جاتا بلکہ توبہ کی ترک سے ماخوذ ہوتا ہے۔ اگر بندے نے کوئی گناہ کیا اور پھر اُس سے توبہ کی، تو یہ بات متفق علیہ ہے کہ وہ گناہ سے پاک ہے۔ التائب من الذنب

لا دیت لہٗ (توبہ کرنے والا اُن اشخاص سے ہے جن پر کوئی خونبہا نہیں) آدمی سے گناہ کا صادر ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ وہ شہوت اور حرص و ہوا سے مرکب ہے۔ دنیا گھات میں لگی ہوئی ہے۔ اور شیطان اس کے درپے ہے۔ اور نفس کافر خود اس کے کپڑوں میں پوشیدہ ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ گناہ کے بعد توبہ کرے +

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لولن یذ بنوا لذہب اللہ والی بقوم یذ بنون ویستغفرون فیغفر لھم۔ یعنی اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدائے تعالےٰ تم کو اُٹھا لیتا۔ اور بیشک تمہاری بجائے ایسی قوم پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور بخشش اور معافی کی طالب ہوتی۔ اور خدائے تعالےٰ اُس کو بخشتا +

کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ کس واسطے ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ گنہگاری میں بندے کے لئے بھید، حکمت اور عظمت ہے۔ اگر ہم تم سے گناہ صادر نہ ہوتے تو خداوند تعالےٰ کی صفاتِ غفاری اور ستاری کا مظہر کونسی چیز ہوتی۔ اور اُس کی رحمت اور مغفرت کا خزانہ چھپا رہتا۔ لیکن بندوں کو یہ لازم نہیں کہ حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر ارتکابِ جرائم اور مراد کے میدان میں دوڑیں۔ خبردار ہوشیار رہو۔ اگرچہ صفت خداوند تعالےٰ کی فضل و رحمت کے باعث ہے، لیکن بندے کو خدا کا ادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اور بندگی کی حد سے پاؤں باہر نہیں رکھنا چاہئے۔ اور جو بندہ کہ خداوند تعالےٰ کی نوازش کی خلعت کو زیادہ دیکھے اُسے چاہئے کہ اور آگے بڑھے اور خدا کے ادب اور تواضع کو ملحوظ رکھے اور اپنے آپ کو اس خلعت اور نوازش میں گم نہ کرے، اور عاجزی اور مسکینی سے پیش آئے۔ چنانچہ اگر قیامت کے روز یہ ندا آئے کہ آج دوزخ میں کوئی شخص نہ جائے، لیکن ایک۔ تو وہ خیال کرے وہ ایک شخص میں ہی ہوں۔ کیونکہ میں خلقت میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں +

انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم اگرچہ عصمت کی پناہ میں تھے، لیکن پھر بھی خطا سے خالی نہ تھے۔ اور اولیا اگرچہ حمایت میں محفوظ ہیں، لیکن تاہم گناہ صغیرہ سے خالی نہیں ہیں +

اے بھائی! بہشت جیسے مقام میں آدم جیسے بندے سے باوجود عصمت کا

تاج سر پر اور خلافت کی قبا بدن پر اور ہزاروں عنایتوں اور عزتوں کے صرف ایک نہی پر ولا تقربا ہٰذہ الشجرۃ (اور نہ نزدیک جاؤ اس درخت کے) قایم نہ رہ سکا البتہ اُس کا قدم پھسل گیا ۔

آج دنیا جیسا مقام، جس میں ہزاروں امر و نہی ہیں اور ہزاروں مصیبتیں اور آفتیں ہیں۔ اور شیطان درپے ہے۔ اور نفس گھات میں ہے، کس طرح گناہ نہ کرے۔ اور نہ پھسلے یہ بڑے تعجب کی بات ہے ۔

اے بھائی! آدمی کی دو حالتیں ہیں۔ ایک رکھنا اور دوسرے چھوڑ دینا۔ جب اس کو اس دروازے سے لایا جاتا ہے، تو سوائے موافقت اور اطاعت اور عبادت کے اس سے اور کچھ ظہور میں نہیں آتا۔ اور جب اس کو دوسرے دروازے پر چھوڑتے ہیں تو سوائے مخالفت اور گناہ کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس مقام پر پکار کر یہی کہے کہ اعوذ بک منک (میں تیرے ہاتھ سے تجھ سے ہی پناہ مانگتا ہوں) دونوں ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ بھیگنا مت۔ یہ بڑا ہی مشکل کام ہے

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

عراقی کہتا ہے

اے کاش نبودے ای عراقی — از تست ہمہ فساد باقی

سب اہل بصیرت فنا ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن اُن کو میسر نہیں ہوتی ۔

اے بھائی! خدا کی درگاہ ایسی درگاہ ہے، کہ جس میں پاک لوگ عصمت کا تاج پہنے ہوئے استغفار میں مشغول ہیں۔ آخر تو نے سُنا ہو گا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ جب یہ آیت آئی۔ انا نغفر الذنبك والمؤمنین (میں تیرے اور مومنوں کے گناہ بخشدونگا)، تو ستر کی بجائے سو مرتبہ کرنے لگے ۔

ایک عارف سے لوگوں نے پوچھا کہ تجھے کسی بات کی آرزو ہے؟ اُس نے کہا: ہاں، مجھے عدم کی ضرورت ہے۔ جس کا وجود نہیں ۔

ایک روز آدم علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا۔ اور کہا، اے ملعون اُس جگہ کیا بات تھی جو تو نے میرے ساتھ کی۔ اُس نے عرض کی اے بوالبشر وہ کام تو میں نے آپ کے ساتھ کیا، میرے ساتھ کس نے کیا۔ وہاں شیطان کون تھا اور کون ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے) سوائے قضا پر راضی ہوجانے کے اور چارہ نہیں +

شیخ عبداللہ انصاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شیطان نے آدم کو بدی تو سکھائی۔ لیکن گیہوں کو اُس کی روزی کس نے بنایا۔ آدمی دونوں جہان کی مصیبتیں تو جھیل سکتا ہے۔ لیکن ایک دن بھی پوری سلمان کے ساتھ نہیں گذار سکتا +

اے بھائی! اس کی سرکار کی خبر تو جبرائیل اور میکائیل کو بھی نہیں ہم تم کس شمار میں ہیں۔ جس کا مرتبہ بلند کیا، طاعت کی راہ سے کیا۔ اور جس کو مرتبے سے گرایا گناہ کی وجہ سے گرایا۔ یہی سبب ہے کہ بزرگ کسی طاعت کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اگرچہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ ممکن ہے کہ اسی سے مقصد حاصل ہو جائے۔ اور کسی گناہ کو نہیں چھوا خواہ وہ کیسا ہی خفیف کیوں نہ ہو، اس واسطے شاید اسی سے فراق اور قید نصیب ہو جائے۔ پس آدمی کو لازم ہے کہ گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکے اور اگر اتفاقیہ گناہ میں پڑ جائے۔ تو چاہیئے جلدی ہشیار ہو جائے۔ اور اضرار[ل] سے ایسا بھاگے جیسا الف سے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لا صغیرۃ مع اضرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار +

مکتوب پنجاہم

در نیت +

اے بھائی! شرع کا فتوے یہ ہے۔ یحشر الناس یوم القیامت بنیاتہم یعنی قیامت کے دن آدمیوں کا حشر ان کی نیتوں کے موافق ہوگا۔ اور یہی فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات (اعمال نیتوں سے ہیں)، اگر کسی شخص میں مولے کی ارادت

ل اضرار دینا۔ تکلیف پہنچانا +

اور طلب غالب ہوگی، اُس کو خدا کے طالبوں اور عاشقوں کے ساتھ محشور کرینگے۔ اور اُن کو یہ عنایت ہوگا۔ متجلی ربا ضاحکا (ہنستے ہوئے خدا کا جلوہ دیکھینگے اور اگر کسی کو بہشت کی طلب اور ارادت کی دھن لگی ہوئی ہے۔ تو اُس کا حشر اہل صلاح کے زمرے میں کرینگے، اور اُن کو یہ عطا ہوگا۔ لھم جنت الفردوس نزلا۔ (اُن کے لئے بہشت اُتارا گیا ہے) اور اگر کسی شخص میں دنیا کی ارادت اور طلب ہوگی تو اس کا حشر اہل دنیا کے ساتھ ہوگا۔ اور اُن کو یہ عطا ہوگا۔ وجبل بینہم و بین ما یشہون (پہاڑ ہے درمیان اُن کے اور اُس چیز کے جس کی وہ خواہش کرتے تھے +

اب باطن کی طرف خیال کر کے دیکھ کہ مولے کی محبت غالب ہے یا بہشت کی یا دنیا کی۔ ان میں سے جس کی محبت غالب ہوگی، اسی کے ساتھ تیرا حشر ہوگا۔ اور اسی کا بدلہ تمہیں ملیگا +

چنانچہ فرمایا ہے۔ ان اللہ تعالیٰ لا ینظر الیٰ صورکم ولا الی اعمالکم ولکن الی قلوبکم و نیاتکم (تحقیق اللہ تعالےٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھیگا اور نہ تمہارے عملوں کو۔ لیکن تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھیگا) +

مولے کو تمہاری صورتیں اور عمل منظور نہیں ہیں۔ بلکہ مولے کو وہ گوشت کا ٹکڑا منظور ہے جو باطن میں بائیں طرف رکھا ہے۔ اس کی سیاست صدیقوں کی جان پر وہی عمل کرتی ہے۔ جو دوزخ کافروں کی جان پر کرتا ہے ؂

تاچنیں کارے نیفتد مرد را
او چہ داند عشق را او درد را

اور یہ بھی کہا ہے نیت المومن جزء من عملہٖ (مومن کی نیت اس کے عمل کا ایک حصہ ہے) نیت کا مقام دل ہے نہ مٹی، دل سے مٹی تک ہزار فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ہشیار رہنا چاہئے۔ اور غفلت کو نزدیک نہیں پھٹکنے دینا چاہئے۔ عاشقوں کے لئے جسم سے لے کر دل کے کعبے تک ہزار منزلیں ہیں +

اے عزیز! نیت کا عالم بہت دقیق اور لطیف ہے، ہر شخص اس کو [illegible] نہیں کرسکتا۔ اور جو کچھ کوئی کرتا ہے۔ اپنی نیت کے موافق کرتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص

[illegible]

اُس کی نیّت کے اندازہ کے مطابق ہوتی ہے۔ اور مقلدوں (پیروی کرنے والوں) کو ایمان تقلیدی کے اندازہ کے موافق، اور جو دلیلوں کو مانتے ہیں ان کو ایمان استدلالی کے اندازہ کے موافق، اور عارفوں کو ایمان مشاہدہ کے اندازے کے مطابق، بزرگانِ سلف سے بعض ایسے بھی ہوئے ہیں، جنہوں نے طاعت کی ترک کی ہے۔ کیونکہ ان میں اُن کی نیّت نہ تھی +

کہتے ہیں، کہ ابن سیرین نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کی نماز ادا نہ کی۔ اور کہا کہ میری نیّت نہیں ہے +

اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ ایسے شخصوں کا نہ کرنا کرنے سے اچھا ہوتا ہے +

تجھے کیا معلوم ہے کہ خدا کے راستے کے آدمی کس واسطے نماز پڑھتے ہیں اور کس واسطے نہیں پڑھتے، اور کس واسطے نماز کرتے ہیں اور کس واسطے نہیں کرتے۔ اور کس واسطے روزہ رکھتے ہیں، اور کس واسطے نہیں رکھتے۔ اہل رسم یعنی عام لوگ اس مقام پر عاجز اور سرگرداں ہیں۔ کیونکہ اہل رسم و عادت کی راہ اور ہے اور اولیا و انبیا کی راہ اور۔ خداوند تعالےٰ کے دوست کہتے ہیں۔ حسنات الابرار سیئات المقربین وحسنات المقربین سیأت العاشقین و حسنات العاشقین سیئات الواصلین۔ یعنی ابرار کی نیکیاں مقربوں کی بُرائیوں جیسی ہیں اور مقربوں کی نیکیاں یا خوبیاں عاشقوں کی بُرائیوں کی طرح اور عاشقوں کی خوبیاں واصلوں کی برائیوں کا سا مرتبہ رکھتی ہیں + آج کل ہر شخص بُرے خیالات میں پھنسا ہُوا ہے۔ اور کمال جھوٹ میں مستغرق +

اگر دین ایسی آسانی سے حاصل ہو جاتا، جیسا کہ خلقت خیال کرتی ہے۔ تو انبیا اور اولیا کے جگر آب کیوں ہوتے۔ اور ان کے جسم مبارک سے خون کیوں برستا +

اے بھائی! مجھے اور تجھے مردانِ خدا کے دین کی کیا خبر۔ اگر تجھ سے ہو سکتا ہے۔ تو اپنے آپ کو اُن کی حسرت سے جلا اور اُن کی خدمت میں اپنے آپ کو پہنچا۔ کہ یہ بھی ایک بڑا کام ہے۔ کیونکہ من احب قوم حشر معھم (جو شخص

جس قوم سے محبت رکھتا ہے۔ اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے) یہ تھوڑی نعمت نہیں ہے *

اے عزیز! محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ انک لیھدی الی صراط مستقیم (تحقیق تو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کیا گیا ہے) اور بزرگوں کے حق میں فرمایا ہے۔ وممن خلقنا ہ یھدون یعنی ان کو پیدائش ہی سے ہدایت دیگئی ہے۔ تجھ سے یہ ہو سکتا ہے کہ تو کسی بزرگ کی خدمت کے وسیلے یا دولت انبیا کے سائے میں یادحق سے خداوند تعالےٰ کو پہنچ سکتا ہے۔ ان کے سوا جو اور ہے وہ دوسرا کام ہے۔ ہشیار ہو جس شخص کی ہمت اللہ کے سوا کسی اور چیز پر ہے۔ اگرچہ بہشت بھی ہو، تو بھی باوجود اتنی ناز و نعمت کے مردان خدا کی راہ سے دُور ہے۔ تجھے معلوم ہے۔ کہ مردان خدا کی راہ کیا ہے یہ ہے، کہ اگر قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ بغیر دوست کے بہشت میں لایا جائے تو اس سے تو یہی بہتر ہے کہ دوزخ ہی میں گنہگاروں کے ساتھ ڈالدیں۔

اے عزیز! بہشت کھانے پینے اور حور و قصور کے لئے مشہور ہے جسکو لئے تمام جہان جانکنی کرتے ہیں یعنی کمال درجے کی محنت و مشقت کرتے ہیں ؎

زاہداں را جنت الفردوس باشد وزنگاہ ۔۔۔ صادقاں را لذت اندیشہ زندان است و بس
لطف او را خاص و عام و نیک و بد یابند آں ۔۔۔ قہر او را پیش رفتن کار مردان است و بس

لیکن مردان خدا کا بہشت کیا ہے۔ یہ ہے ان للہ جنت لیس فیھا حور ولا قصور (اللہ ایک ایسا بہشت ہے جس میں حور و قصور نہیں) تاکہ تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ عالم محبت کا کاروبار اور ہے اور اہل محبت اور ہیں۔ کہ ان کو انتظار کی طاقت نہیں ہوتی۔ اور نقد وعدہ مانگتے ہیں۔ اور بیہوشی ہی میں خدا سے کہتے ہیں ؎

یا مرادِ من بدہ یا فارغم کن زیں مرا
وعدۂ فردا رہا کن با چنین و باچناں

رابعہ بصری سے لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ بہشت کے طالب کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا الجار ثم الدار ؎

ہمت نگیر دامن درا عہ دستار ۔۔۔ روماتم خویش دار کہ نہ مرد ہی نہ زن

ے کن دیوانۂ ایں شیوۂ لاف　　تو زسر کوری مکن با او مصاف
تو زباں از شیوۂ او دور دار　　عاشق دیوانہ را معذور دار

اے بھائی! جو فعل انسان سے سرزد ہوتا ہے۔ وہ نیت اور باعث سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر اس کے باطن میں دنیا کی محبت غالب ہے، تو اس کی نیت میں وہی فعل باعث ہوگا۔ خواہ کتنا ہی نمازیں پڑھے اور روزے رکھے زکوٰۃ اور صدقہ دے، حج کرے، سب دنیاوی ہونگے۔ اور اگر اس کے باطن میں آخرت کی محبت غالب ہے۔ اس کی نیت میں وہی فعل باعث ہوگا۔ خواہ وہ کھانا اور سونا ہی ہو۔ تو بھی وہ اخری شمار ہوگا۔ کل اناء تترشح بما فیہ (ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے)۔

اے بھائی! ایسے لوگوں کا فرقہ ہی جُدا ہے۔ وہ سلطانان ہمت ہیں۔ جو کچھ کرتے ہیں۔ محض اللہ کی خاطر کرتے ہیں۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین (تحقیق میری نماز میری قربانی، عبادت اور زندگی اور موت سب خدا کے لئے ہے جو دونوں جہان کا پرورش کنندہ ہے) ان کی صفت ہوتی ہے اور ان کا جلوہ یہ ہے۔ یرید ون وجھہ (وہ لوگ اُس کے چہرے کا دیکھنا اپنا مدعا سمجھتے ہیں) اور دنیا میں وہ پاؤں نہیں رکھتے اور نہ سر آخرت کے واسطے جھکاتے ہیں۔ جب تک کہ وہ دوست کی طرف سے یہ ندا نہیں لیتے کہ انتما ولیائی حق (ٹھیک تم میرے ولی ہو) ے

ما را بجز ایں جہاں جہانِ دگر است
جز دوزخ وفردوس مکانِ دگر است

سُبحان اللہ! وہ کیسے مردان خدا ہیں۔ جو کوئی ان کی بابت لکھا کہے۔ ایسا ہے! جیسے دریا میں سے ایک قطرہ۔ بلکہ ہمارے تمہارے نصیب تو ایک قطرہ بھی اس قوم سے صرف لکھنے پڑھنے سے ہے۔ کیا کیا جا سکتا ہے! کیونکہ عشق خدا داد ہے۔ یہ سیکھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔

شاہ شجاع کرمانی صاحب کلاہ وقبا تھے لیکن آپ کو یہ کمال حاصل تھا۔ کہ ہزاروں سالکوں میں سے بھی شاید کوئی اس مرتبے کو پہنچے یا نہ پہنچے۔

اور محمد معشوق علیہ السلام قبا پوش تھے۔ ان کی نسبت ایک بزرگ خدا فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن صدیقوں کی یہ تمنا ہوگی۔ کہ کاش ہم دنیا میں خاک ہوتے۔ تو محمد معشوق اُس پر قدم رکھتے۔ اس مختصر میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جا سکتا۔ العلم یؤخذ من افواہ الرّجال (علم آدمیوں کے مُنہ سے حاصل ہو سکتا ہے)۔ +

مکتوب ہژدہم

در بندگی +

اے بھائی! بندگی کرنا اور بات ہے اور بندہ ہونا اَور۔ بندگی کرنا تو یہ ہے کہ جو کچھ فرمائیں اُسے بجا لائے۔ اور بندہ ہونا کے یہ معنی ہیں کہ جس حالت میں تجھے رکھا جائے۔ تو اسی میں رہے۔ اور چون وچرا نہ کرے۔ اور خود یہ نہ کہے کہ مجھے یہ چاہئے اور وہ نہیں چاہئے۔ بندے کو خدا پر اعتراض کرنا لائق نہیں۔ اور جو کچھ وہ کرے اُس سے رُو گردانی جائز نہیں +

بندہ ہونا، بہت مشکل کام ہے۔ شیطان مردُود نے سات سو سال بندگی کی، لیکن بندہ ہونا اس سے ایک دم نہ ہو سکا۔ اور اسی واسطے اپنے آپ کو برباد کردیا اور لعنت کا طوق اُس کی گردن میں پہنایا گیا۔ اور تمام بندگی نے بھی اس کے نقصان کی تلافی نہ کی، اور مردُود ہونے کو روک نہ سکی۔ بزرگوں نے جب دیکھا تو اپنے آپ کو درمیان سے الگ کیا۔ اور عرض کی کہ ہم بندے ہیں۔ اور بندے کو بادشاہی اور قبضہ کب حاصل ہو سکتا ہے +

اے بھائی! شرع کا فتوٰے یہ ہے۔ کہ العبد ما فی یدہ مملوک مولاہ (بندہ وہ ہے جس کے ہاتھ اس کے مالک کی ملکیت ہو) اگر قبول کرے تو بھی وہی، اگر رد کرے تو بھی وہی۔ اگر نوازش کرے تو بھی وہی، اگر جلائے تو بھی وہی ہے۔ تو کیا کر سکتا ہے؟ کیا تو قاضی خانے جائیگا یا سر دیوار سے ٹکرائیگا۔ (کیونکہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے)۔ +

میرے عزیز! اگر کام بندے کی حسب منشا ہوتا۔ تو اولیا کی منشا کے مطابق ہوتا

کیونکہ وہ بندگی میں خاص انسانوں میں سے اخص (زیادہ خاص) ہیں۔ پس بندگی یہ ہے کہ بندہ ہو کر رہے۔ اور جو تقدیر کرے قبول کرے۔ اور خدا کی مرضی پر راضی ہووے۔ اور اپنی مرادوں کو بحر عدم کی گہرائی میں پھینک دے۔ اور نامرادی کے ساتھ موافقت کرے۔ کیونکہ مراد اور بندگی دونوں یکجا نہیں ہو سکتیں ؎

گر مراد خویش خواہی ترکِ وصلِ یار گو
ور مرا خواہی رہا کن اختیارِ خویش را

بندے کو چاہئے کہ مولے کی خواہش منظور رکھے۔ اور اسی پر راضی رہے۔ اور خوش دل رہے۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ کی قضا پر راضی رہنا سب سے بلند مرتبہ ہے۔

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الرضاء بالقضاء باب اللہ العظیم (رضا بقضا ہونا خداوند عظیم کا دروازہ ہے)۔

پس بندے کو لازم ہے۔ کہ نیکی اور بدی اور ردّ اور قبول میں اپنے آپ کو دخل نہ دے۔ کیونکہ کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس کی بہتری رد میں ہے یا قبول میں۔ تجھے شرک اور گناہ سے رد ممکن ہے۔ اور اس میں کہ بندہ بھلائی نہیں دیکھتا۔ پیدا کرنے والا خدا اچھی طرح جانتا ہے کہ بندے کی بھلائی کس میں ہے۔ چنانچہ کلام مجید میں یوں فرماتا ہے۔ عسیٰ ان تکرھو شیئاً وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون (ہو سکتا ہے اگر تم ایسی چیز کو ناپسند کرو۔ جو حقیقت میں تمہارے واسطے اچھی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم ایسی چیز کو اچھا سمجھو جو تمہارے واسطے اچھی نہیں اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے)۔

لیکن بندے کو لازم ہے کہ تمام قیود سے بری ہو کر اپنے آپ کو مولے کے حوالے کر دے۔ اور کاموں کو اس کے ارادے پر چھوڑ دے ؎

ہر دم تو بایہ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را

پس جو کچھ مولے کی طرف سے آئے اس کو نعمت اور راحت خیال کرے۔ لیکن یہ کام ہر ایک کے حوصلے کے لائق نہیں۔

ایک بزرگ نے ایک درویش کو دیکھ کر پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اس نے

کہا اللہ ، بزرگ نے پوچھا کہاں جائیگا۔ اس نے کہا اللہ ، پھر اس نے پوچھا کہ تیرا مقصود کیا ہے ، اُس نے وہی جواب دیا کہ اللہ ۔ پھر اُس نے پوچھا کہ تیری یہ حالت کس نے بنائی ، پھر بھی وہی جواب دیا کہ اللہ ؎

من نام ترا بردل خود بنگارم

پس دیدہ بر آن نام نہم خوں بارم

میرے عزیز! فرزند آدم تمام خلقت سے اشرف ہے۔ اس لئے اس کی سعادت بندگی میں ہے۔ اور اس کی شرافت عاجزی میں۔ بندگی سے مراد اس کا بندہ ہونا ہے +

کہتے ہیں کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا۔ اور پوچھا تیرا کیا نام رکھوں۔ اُس نے عرض کی جو آپ کی مرضی ہے۔ پھر پوچھا تجھے کیا پہناؤں۔ اُس نے عرض کی جو حضور کی مرضی۔ پھر پوچھا تجھے کیا حکم دوں۔ اس نے عرض کی جو مالک کی مرضی۔ غرضکہ جو سوال کرتے یہی جواب دیتا +

پھر جو ابراہیم نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے ؟ تو اُس نے عرض کی بندے کو خواہشوں سے کیا مطلب۔ یہ سُن کر آپ رو دیئے اور فرمایا۔ بندگی اسی نام ہے جو تو نے کی۔ ہم نے خود خدا کی بندگی نہیں کی۔ پھر اُس کو خلعت دیکر آزاد کر دیا +

ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ بندہ کی کیا صفت ہے۔ آپ نے فرمایا ، جس سے فعل عبودیت سرزد ہو ، وہی بندہ ہے۔ تب سائل نے عرض کی یہ تو خود آزادی ہے۔ فرمایا جب تک تو بندہ نہ ہوگا ، آزاد نہ ہوگا۔ اور جو آزاد نہ ہوا۔ وہ وصال سے شادکام نہیں ہوا +

اے بھائی ! خداوند تعالےٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو بندِ خودی سے آزاد ہیں۔ اور عالم الوہیت میں جذبات کے تصرف سے خوش ہیں۔ اور ان لوگوں نے جان و مال اور فرزند و عیال سب کچھ تیاگ دیا ہے۔ اور سوائے خدا کے اور کسی سے تعلق نہیں رکھا۔ اور جو عمل اور فعل ان سے صادر ہوتا ہے سب خدا کے لئے ہوتا ہے۔ ایاک نعبد (ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں) کہنا انہی لوگوں کے لئے جائز ہے۔ نماز کے مشتاق تو رکوع و سجود بہت کرتے ہیں۔ مگر تمام عاشقانِ الٰہی

ایک ہی کو خیال کرتے ہیں ؎

در عشق نمازی رکوع است و سجود یکساں است مومن و ترسا و جہود
چوں قبلہ بجز جمال معشوق نبود عشق آمد و محو کرد ہر قبلہ کہ بود

خداوند تعالےٰ اُس کو کہ نماز میں لاتا ہے ، چاہتا ہے کہ خرابات کی راہ اُس کے لئے گشادہ کرے ۔ پہلے اُس کے دل کو درگاہ سے خبر دیتا ہے اور بے نیازی کی نیت اس پر مقرر کرتا ہے ۔ یہاں تک کہ اُس کی نیت جاتی رہتی ہے ۔ اور اُس کے حال کو نماز میں لاتا ہے ۔ اور اس کے دل کو راز میں ۔ اور اُس کی جان انسانی توہمات سے خالی ہوتی ہے ۔ اور اس کا مرتبہ قرب کی بساط پر نزدیک ہوتا جاتا ہے اور اس حالت میں اس کی نظر غیر سے اُٹھ جاتی ہے ۔ ایسی نماز ادا کرنے والوں پر تعجب ہے جو نماز پڑھتے وقت فانی صفت نہ ہوں ۔

چنانچہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پاؤں مبارک سے تیر نکالا گیا ۔ تو بھی آپ کو خبر نہ ہوئی ۔ کیونکہ آپ تو مشاہدہ میں مستغرق تھے ۔ اور تمام بشری اوصاف سے فانی تھے ۔ اُن کو زخم کا درد کب محسوس ہوتا ۔

اگر دوزخ کو معہ تمام عذابوں کے جو اس میں ہیں ، فانی شدہ کے سر ڈالدیا جائے تو بھی اس کو خبر نہیں ہوتی ۔ اور اگر بہشت کی تمام نعمتوں کا لقمہ بنا کر اُس کے مُنہ میں ڈالیں تو اس کو لذت حاصل نہیں ہوتی ۔

کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ روزہ بدن کے حق میں بمنزلہ مصیبت کے ہوتا ہے ۔ لیکن دل کو صفائی بخشتا ہے ۔ اور جان کو لقا بخشتا ہے ۔ اور سِر کو بقا ۔

شفیع خلائق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ حاکیا عز اللہ تعالیٰ کل عمل ابن آدم یضاعف الی سبعین الا الصوم یعنی فرزند آدم جو عمل کرتا ہے اُس کا اجر ستر گنا پاتا ہے ۔ مگر روزے کے لئے نہیں ۔ کیونکہ وہ خاصۂ حق ہے ۔ خداوند تعالےٰ نے یوں فرمایا ہے الصوم لی یعنی الصائم لی ۔ (روزہ میرے واسطے ہے یعنی روزہ رکھنے والا میرے لئے ہے) ۔ کیونکہ زبان عرب کا قاعدہ ہے کہ صفت کا ذکر کر کے اُس سے موصوف مراد لیتے ہیں ۔ پس

خداوند عالم! روزہ دار کو فرماتا ہے کہ تو میرا خاصہ ہے، اور تیری جزا میں ہوں۔ یعنی تیری جزا میرا لقا ہے۔

چنانچہ اپنے محبوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ من قتلہ محبتی فانا دیتہ (جس کو قتل کیا میری محبت نے میں اس کا خونبہا ہوں) جب بسبب فاقہ اور بھوک کے وحشیانہ اور انسانی کدورت سے دل صاف ہو جاتا ہے تو وصول حق اور اس کے کشف کا سبب ہو جاتا ہے۔

اے میرے عزیز! عبادت اولیا کا سرمایہ ہے۔ اور پرہیزگاروں کی زینت اور مردانِ خدا کا لباس اور صاحب ہمت لوگوں کا پیشہ اور عمر کا فائدہ اور علم کا پھل اور صاحب بصیرت کا رستہ اور نیک بختی اور جنت کی راہ تو ہے۔ لیکن اس میں بہت سی تکلیفیں اور محنتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور دشمن اور راہزن بیشمار ہیں۔ اور یار اور مددگار اس کام میں بہت کم ہیں۔ آدمی کمزور اور زمانہ سخت ہے۔ اور آج کل دین کے کام میں قصور اور فتور واقع ہوا ہے۔ اور انسان کی عمر تو تھوڑی ہے اور اجل قریب ہے۔ لیکن سفر دور کا ہے۔ اور راستہ بہت دور و دراز ہے۔ اور عبادت کا توشہ بہت کم ہے، جس کے بغیر گذارہ نہیں۔ اور جب یہ گم ہو جائے تو پھر اس کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ ایسی صورت میں یہ کام بہت مشکل اور پہاڑ سا نظر آتا ہے۔ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اس راہ کو طے کرنے کا ارادہ کرے اور اگر کرے بھی تو ایسا کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ کوئی اس راہ کو طے کرے اور مقصود کو پہنچے۔ اور جو مقصود کو پہنچ گیا وہ خداوند تعالےٰ کا گہرا دوست ہو گیا۔ اور اس کی مطلب براری ہو گئی۔ اور مراد کے تخت پر جلوہ گر ہو گیا۔ اور تمام مصیبتوں سے رہائی پا گیا۔ اور ملک ابد میں جا پہنچا۔

اب تو تجھے معلوم ہو گیا ہے! بندہ بن اور خدا کی محبت کے سوز و گداز میں اپنے آپ کو مشغول رکھو، کیونکہ جو افسردوں کا کام یہی ہے۔ کہ اگر عرش۔ کرسی بہشت اور دوزخ کو اس کی خدمت کے لئے بھیجیں تو وہ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اور وہ اور بیخودی کی حالت میں سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں میرا شان کیسا بلند ہے) کا نعرہ مارتا ہے۔ اور اس پر ایک ایسی حالت بھی طاری ہوتی ہے۔ کہ

جہاں کے کتوں اور سوروں کو اپنے سے بہتر جانتا ہے ✤
کیا تو نے اس مرد کی بابت نہیں سنا جو خداوند تعالےٰ کے مشاہدہ میں محو ہونے کے سبب سبحانی ما اعظم شانی کا نعرہ لگایا کرتا تھا۔ اور آخری وقت میں اس نے بھی گردن میں زنار پہن لیا۔ اور ہاتھ میں چھری لیکر یہ فریاد کی۔ کہ وقلت الیوم سبحانی فانا مجوسی فاقطعوا زناری واقول لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہٗ (اور میں نے ایک دن کہا کہ میں پاک ہوں پس میں مجوسی ہوں۔ میرے زنار کو کاٹ ڈالو۔ اور میں کہتا ہوں نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور اُس کا رسول ہے) ✤

اے بھائی! جس کی گردن میں عبودیت کا طوق ہے وہی جہان کا صاحب ہے۔ محققوں نے کہا ہے کہ اگر خداوند تعالےٰ کے خزانہ میں انسان کے لئے عبودیت کی خلعت سے بڑھ کر کوئی اور خلعت ہوتی۔ تو مقام قاب قوسین میں پیغمبر خدا کو اس سے مشرف کرتے۔ اور آنجناب ملک اور بادشاہی سے رُوگردانی نہ فرماتے آپ نے اس وقت یہ عرض کیا لا ریدان اکون عبدًا (میں چاہتا ہوں کہ میں بندہ بنجاؤں) ✤

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عبودیت ہی قبول فرمائی اور بندگی کو دونوں جہان کی بادشاہی پر ترجیح دی۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ ایک ہی جذبہ کے ساتھ کعبہ سے او اَدنیٰ کے خلوت خانہ میں آئے۔ اور عالی مرتبہ پر پہنچا دیا۔ خداوند تعالےٰ نے عبودیت کی عزت کی ایک خلعت بنا کر آپ کے تن مبارک پر پہنائی۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً ✤

خواجہ سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ کی درگاہ میں کوئی چیز نقطہ عبودیت سے بڑھ کر زیادہ عزیز نہیں ہے ✤ اس واسطے کہ دل خداوند تعالےٰ کی معرفت کی زنبیل ہے۔ اگر خداوند تعالےٰ کے نزدیک کوئی چیز دل سے زیادہ عزیز ہوتی تو اپنی معرفت کو اس چیز میں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ فرمایا ہے۔ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد المؤمن (نہ میں زمین میں سما سکا اور

نہ آسمان میں لیکن مومن بندے کے دل میں) آسمان ہماری معرفت کا نشان ہے اور زمین ہماری معرفت کے لائق نہیں تھی۔ مگر بندے کا دل جس نے ہماری امانت کا بوجھ اُٹھایا۔ پس ہم کو انسان سے اور انسان کو ہم سے ایک ایسا تعلق ہے۔ جو دوسری مخلوق میں سے کوئی بھی اس میں شریک نہیں۔ ان معنوں کی رمز یہ ہے الانسان سری وانا سرہٗ (انسان میرا بھید ہے اور میں اُس کا بھید ہوں)۔ اسکی سلطنت کا آفتاب اجسام کے عالم کے پہاڑ پر ہمیشہ چمکتا ہے۔ اور ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ تجلی کرتا ہے۔ اس کی بہت سی موجودات و مصنوعات تھیں۔ لیکن کسی ساتھ ایسا تعلق نہیں تھا۔ جیسا اس آب و گل یعنی انسان کے ساتھ تھا۔ جب بندے کے دل پر تین سو ساٹھ مرتبہ تجلی فرماتا ہے۔ پھر بھی ھل من مزید کا نعرہ مارتا ہے اور فریاد کرتا ہوا، بھوکا، پیاسا، حیران اور پریشان پھرتا ہے اور المدد والمدد پکارتا ہے ✣

پس جب خدا نے چاہا کہ نقطۂ خاک کو وجود کا لباس پہنائے اور خلافت کے تخت پر بٹھائے۔ تو ملائکہ ملکوت نے عرض کی اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفك الدماء (کیا تو اس میں اُس کو بناتا ہے جو اس میں فساد کریگا اور خون کرائیگا) جناب الٰہی سے جواب آیا۔ لیس فی الحب مشورۃ (محبت میں مشورے کی ضرورت نہیں)، عشق و تدبیر باہم متفق نہیں۔ جب ہمارے شافعِ لطیف نے عفو کا قدح انسان میں رکھا یعنی فاولئك یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات (یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان کی بدیوں کو نیکیوں سے بدلیگا) تم اپنی تسبیح و تہلیل پر رآتے چلتے ہو تمہیں کیا خطرہ ہے۔ اور وہ جیسا کرینگے ہمیں قبول ہے۔ ان کو گناہ سے کیا ضرر ہے۔ ہم نے ان کو بلایا ہے۔ اور مہربانی اور رحمت کی بساط بچھائی ہے۔ اور اگر ان کی پیشانی پر کوئی گنہگاری کا خط سوار ہوگا تو ہماری محبت اُس کو لطف و کرم سے مٹا دیگی۔ تم اس بات کا خیال نہ کرو کیونکہ ان کا اور ہمارا محبت کا معاملہ ہے ✣

کہتے ہیں کہ ایک دن ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ یحبہم ویحبونہ لم یقبل بطاعتہم ولا بعبادتہم جرد المحبۃ من کل فلہ (وہ انہیں محبت کرتا ہے اور وہ اسے محبت کرتے ہیں وہ انہیں بلحاظ عبادت اور

بندگی کے قبول نہیں کرتا۔ بلکہ بلحاظ محبت کے) حاضرین میں سے ایک نے پوچھا تو ہم کس کی دوستی کریں۔ شیخ صاحب نے فرمایا۔ یہ اُس سے پوچھ وہ کہتا ہو میں نہیں کہتا، جب عبودیت کے نقطے کو ساتوں آسمانوں اور زمین کے رُوبرُو پیش کیا گیا۔ تو آسمان والوں نے کہا یہ لقمہ ہمارے پیٹ کے لائق نہیں۔ اور زمین والوں نے کہا یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ جب اس مشتِ خاک (انسان) کی نوبت آئی۔ تو اس نے اطاعت کا پٹکا کمر پر باندھا اور جان کو فدا کر دیا۔ اور گھونٹ بھر کر پی گیا۔ اور ھل من مزید کا نعرہ مارا۔ اور چونکہ بندے کو نجات اور درجوں کی بلندی، بندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہو المشاھدات مواریث المجاھدات (مشاہدہ الٰہی اہل مجاہدہ کی ورثہ ہے)

فرزند آدم کے علاوہ بعض حیوانات سے بھی جو کہ ریاضت کے قابل ہیں اثر پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کی قیمت ریاضت کے مقدار کے موافق بڑھتی ہے۔ تھوڑے سے بہت اور ایک سے ہزار تک پہنچتی ہے۔ پس آدمی میں جو کہ موجودات میں سے سب سے افضل و اکمل ہے۔ ریاضت کا ہونا بہت ہی بہتر ہے اور اس ریاضت کنندہ شخص کو وحشیانہ اور چوپایوں کی پستی سے نکال کر اعلےٰ اور فرشتوں کے درجہ پر پہنچائینگے۔ اور فرشتوں کی ولایت کی حد سے بھی پرے، عالم قدس میں پہنچائینگے۔ اور فرشتوں کو پاکیزگی کمالیت کے باوجود مقام مقررہ سے تجاوز نہیں۔ لیکن انسان کا آخری مقام حضرت پاک ہے۔ ان الی ربك المنتہیٰ (تیرے رب کی طرف انتہا ہے) گر ان کو کسی مقام میں قیام نہیں۔ بلکہ دونوں جہان سے اُن کو آرام نہیں۔ جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے۔ السکوت حرام علیٰ قلوب اولیاء (اس کے اولیا کے دلوں کو چپ رہنا حرام ہے)+

اے بھائی! اہل بصیرت نے دریافت کیا ہے۔ کہ ظلوم کو کمزور سے اور عاجز کو قادر سے اور درویش کو غنی سے اور بندے کو خداوند عزوجل سے کوئی وسیلہ بندگی کے وسیلہ سے اچھا نہیں۔ اور عاجزی سے عمدہ نہیں ہے وجود کو ذلت کی نگاہوں سے گرا دینا بہت آسان ہے لیکن مرد وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اپنی نظر سے گرائے۔ تاکہ راندۂ درگاہ نہ ہوئے۔ وہ لوگ جو اہل ہمت

ہیں ان کا ایک قدم دنیا پر، دوسرا آخرت پر اور تیسرا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر میں ہوتا ہے +

آج جو شخص اپنے علم اور عبادت پر امید رکھتا ہے۔ قیامت کے دن جب خدا عدل کے تخت پر جلوہ افروز ہوگا۔ وہ بڑے جاہ و جلال سے آگے بڑھینگے اور انہیں علم نہیں ہوگا۔ اور کہینگے لا علم لنا (ہمیں علم نہیں ہے) اور ملائکہ ملکوت جب آوینگے تو اپنی عبادت کی جھونپڑیوں کو جلا کر آئینگے اور کہینگے ماعبدناک حق عبادتک (ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ تیری عبادت کا حق تھا) اور عارف لوگ ہاتھ پاؤں جھاڑتے ہوئے مفلسوں کی طرح کہینگے ماعرفناک حق معرفتک (ہم نے تجھے نہیں پہچانا جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق تھا) +

اے میرے عزیز! خدا کی بے نیازی کا عالم دیکھ کہ فرماتا ہے۔ ان اللہ یغنی عن العالمین (اللہ دونوں جہان سے بے پرواہ ہے) انبیا اور اولیاء بھی اس کی بے نیازی کی ہیبت سے ڈرتے اور کانپتے ہیں۔ یہ اس طرح پر کہ آدم کی حیرت کو دیکھ اور نوحؑ کی فریاد کو سن اور ابراہیم خلیل اللہ کی ناکامی کو معلوم کر اور ذکریا کے سر پر آرہ چلتا ہوا دیکھ اور یعقوب کی مصیبت دیکھ اور یوسف کا راہ کا کنواں اور قید خانہ یاد کر۔ اور تلوار یحییٰؑ کی گردن پر دیکھ۔ اور جگر سوختہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ اور پڑھ کل شی ھالک الا وجہہ (اس کے چہرے کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی) +

اے بھائی! انبیا اور اولیا اور علما اور حکما اور بادشاہ اور امرا نے بہت سی چیزیں مانگیں۔ لیکن ان کے حسب طلب کوئی چیز نہ ہوئی۔ اور بہت سی چیزیں ہوگئیں جو انہوں نے طلب نہ کیں۔ پس بندے کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ اپنے خدا کے ساتھ راضی اور خوش دل رہے اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دے۔ کیونکہ بادشاہ مطلق وہی ہے۔ اور مطلق قبضہ اسی کو لائق ہے۔ اس کے کام اطاعت کنندوں کی طاعت سے پاک ہیں۔ اور گنہگاروں کے گناہ سے بری۔ جو کچھ وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ بزرگوں نے کہا ہے الفضل لمن فضل اللہ لا بالعمل و لا بالجوھر

(خداوند تعالےٰ جس کو بزرگی دیتا ہے نہ عمل سے اور نہ جوہر سے بلکہ بغیران کے بھی عطا کرتا ہے) اگر کسی کو باوجود گناہ کے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچا دے تو اس کو لائق ہے اگر کسی کو بغیر گناہ کے اسفل السافلین (نیچے سے نیچا درجہ) تک پہنچا دے تو بھی وہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ هولاء فی الجنة لا أبالی هولاء فی النار لا أبالی (وہ بہشت میں ہوں تو مجھے پرواہ نہیں وہ دوزخ میں ہوں تو مجھے پرواہ نہیں) ؎

آنچہ درگاہ است قعرش ناپدید — آنچہ دریا ہست قعرش ناپدید
گر بریں دریا روانی یک دمے — حیرتِ جانسوز بینی عالمے

اے بھائی! خداوند تعالیٰ کی مرضی سب کی خواہشوں کو زائل کر دیتی ہے وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے ؎

گرگ از رمہ برد آنچہ مرادِ دل بود
گرچہ بسے زاری کند نگذارد آں بہر شباں

اس کی تقدیر کی سکار سے میکائیل اور جبرئیل بھی واقف نہیں میری اور تیری کیا ہستی ہے۔ واللہ یدعوا الیٰ دار السلام (اور اللہ سلامتی کے دروازے کی طرف بلاتا ہے) بلانا عام ہے اور ہدایت خاص۔ کیونکہ خود فرماتا ہے۔ یهدی من یشاء (ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے) ؎

ہیچ یک از سر کار آگاہ نیست — تا کہ آنجا ہیچکس را راہ نیست

ایک کو وہ ہمت عنایت کی ہے کہ طلب کی کمند کو عرش کے کنگرے پر پھینکتا ہے اور دوسرے کو یہ کہ جب اُسے دو روٹیاں مل گئیں اور پیٹ بھر گیا تو گویا ملک ہی اس کے ہاتھ آ گیا۔ اس مقام پر عقل اور تدبیر کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے ہیں تاکہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے۔ اور کوشش کو قسمتِ ازل کے حوالے کیا ہے چنانچہ دل اور جان کا رزق اور فعل مقسوم پر ہے۔ المعلوم لا یتغیر والمقسوم لا یزید ولا ینقص (جو معلوم ہے وہ بدلتا نہیں اور جو مقسوم ہے وہ کم و بیش نہیں ہوتا) چنانچہ کلام مجید میں اشارۃً یوں فرماتا ہے۔ انا کل شئ خلقنا ہ بقدر (میں نے ہر چیز کو پیدا کیا اور جو اس کی تقدیر میں ہے) ؎

کرا زہرہ آنکہ از بیم تو — کشاید زباں جز بہ تسلیم تو

مکتوب نوزدہم ۱۹

در افعال و احکام خداوند تعالےٰ کہ معلل است یا نہ

اے بھائی! خداوند تعالےٰ کے افعال و احکام کی بابت بعضوں کی یہ رائے ہے کہ بندوں کی بہتری کی رعایت سے معلل ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس کے احکام و افعال کی کوئی علت نہیں ہے۔ اور ہر ایک اپنے دعوے پر دلیلیں اور حجتیں پیش کرتا ہے۔ اور دعوے کو قائم رکھتے ہیں

پس جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کے احکام و افعال کسی علت سے معلل نہیں۔ بلکہ خدا کے کام اُس کے ارادے پر موقوف ہیں نہ عقل کے قیاس پر۔ اور جو خدا کے افعال کو بندوں کے افعال پر قیاس کرتا ہے۔ وہ گویا یہ کہتا ہے۔ کہ جو کچھ خلقت سے اچھا ہے وہ خداوند تعالےٰ سے پاک ہے۔ اور جو خلقت سے نیک ہے خدا سے بھی نیک ہے۔ اور یہ تشبیہ کے اسباب ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ نفع کا محتاج نہیں بلکہ تعدیل کا ہے۔ بطور تشبیہ کے پیش کرنے والا یہ کہتا ہے کہ خداوند تعالےٰ اپنے حکم سے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر یہ عاید نہیں ہو سکتا کہ اس نے اس طرح کیوں کیا۔ پس ایسا علم ہو سکتا ہے کہ جس کا فعل مفید ہو۔ یا کسی تکلیف کے رفع کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔ خداوند تعالےٰ کا فعل اس سے پاک اور بری ہے۔ اور وہ شخص جو کہتا ہے، کہ خداوند تعالےٰ کے احکام اور افعال انسان کی مصلحت سے معلل ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ خداوند کا فعل جو کہ قادر و علیم و حکیم ہے۔ اگر غرض سے خالی ہو تو بیفائدہ ہے۔ اور یہ خداوند تعالےٰ کے لئے محال ہے۔ پس چاہیئے کہ اس فعل میں کچھ خاص غرض ہو۔ لیکن ایسی غرض نہ ہو، جو بندوں کو خدا کی جانب ہوتی ہے۔ اس وجہ سے فعل کمال کی نفی کریگا۔ پس اس قول پر یہ سوال پیش آتا ہے۔ کہ جہان کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔ اور اس کی غرض اور مدعا کیا ہے۔ اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔ کہ خدا کا فعل غرض سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن وہ غرض اور مطلب بندوں کی نسبت ہوتی ہے نہ کہ خداوند کی نسبت۔ پس اسی واسطے کہا گیا ہے۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف (میں مخفی خزانہ تھا میں نے

محبت کی تاکہ معلوم ہو جاؤں (یعنی اس واسطے میں نے محبت کی تاکہ میں شناخت کیا جاؤں - اور اس شناخت کا فائدہ بندوں کو ہے نہ خدا کو - اور صحیفوں کے اخیر میں اس بات کی بحث کی ہے - کہ یہ مسئلہ اس طرح پر ہے - کہ خداوند تعالیٰ قادر اور علیم اور حلیم ہے - اس کو فعل (کرنا) اور ترک (چھوڑنا) دونوں ہیں پس فعل اور ترک میں سے جس کو چاہے اختیار کرتا ہے - اس واسطے کہ پہلا یعنی فعل کا قادر اور علیم ... سے صادر ہونا بغیر کسی ضرورت کے نقص میں داخل ہے - اور یہ دونوں محال ہیں - اور وہ پہلا خدا کی نسبت نہیں ہوتا - بلکہ بندوں کی نسبت ہوتا ہے - یا حقیقت میں بہتر ہو - اس صورت میں فعل منافی کمال نہیں ہوتا - بلکہ عین کمال ہوتا ہے - پس شناخت کی غرض بندوں پر عاید ہو سکتی ہے نہ کہ خداوند تعالےٰ پر - کفر اور گناہ کی پیدائش کی نسبت بھی یہ ایک وجہ بیان کی ہے - واللہ اعلم ❖

لیکن جو کچھ عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدہ میں لکھا ہے، یہ ہے کہ جب تیرے دل میں یہ خیال گذرے کہ خداوند تعالےٰ نے کیوں کسی خاص غرض کے لئے خلقت کو پیدا نہیں کیا - کہ اس پر عاید ہو سکے - یہ محال ہے - یا اس کو محض طمع کی وجہ سے پیدا کیا - یہ بھی نہیں ہو سکتا - کیونکہ واللہ تعالیٰ لا یوصف بہ (اللہ تعالےٰ اس سے موصوف نہیں ہو سکتا) ❖

پس جان لے کہ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس میں بہت سے علما حیران ہیں اور یہی خطرہ داؤد علیہ السلام کے دل میں گذرا تھا - جو انہوں نے فرمایا تھا کہ یارب لما خلقت الخلق یعنی اے خداوند تو نے خلقت کو پیدا کیا تو خداوند تعالےٰ نے یہ جواب دیا - کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف پس انجام موجودات کا مقتضا یہ ہے کہ ان یقول کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف کا اشارہ کیا اس کو تصور نہیں حاصل کر سکتا - مگر عارفوں کو تصدیق کے بعد اس قدر فرمایا ہے - کہ موجودات کا پیدا کرنا واجب الوجود کی ایک صفت ہے مثلاً اسکی یہ بھی ایک صفت ہے کہ وہ فردیت الوجود اور ضروریت الوجود ہے جس طرح یہ جائز نہیں واجب الوجود کی ذات قدیم نہ ہو اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ وہ موجد ہو - پس کہنے والے کے قول سے لازم آتا ہے کہ وہ کیوں موجد اور کیوں قدیم ہے - پس اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر قدیم نہ ہو تو واجب الوجود نہیں ثابت ہوتا - اور اگر موجد نہ ہو تو بھی واجب الوجود نہیں ہوتا - ان دونوں میں سے کونسا ٹھیک ہو سکتا ہے - وجود کی نسبت اس کی طرف

ہے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کہ یہ کہدے کہ ایجاد اور ضروریت الوجود اس کی صفت ہے۔ جیسا کہ قدیم بھی اس کی صفت ہے ÷

یہ نسخہ چند ورقوں پر جناب عالی حضرت درگاہی مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ ان سب کو اس بندہ عاصی حسام الدین قلندر متخلص بہ بندہ نے جمادی الاول کی بیسویں تاریخ سوموار کے روز ۱۲۷۲ھ میں عاصم آباد فیض بنیاد کے حمام میں لکھا۔ اور اس کو ختم کیا ÷

اردو ترجمہ مکتوبات میر سید علی ہمدانی باتمام رسید

حضرت شیخ عبداللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب نفحات الانس میں فرماتے ہیں۔ کہ فقیری نہ نماز روزہ میں ہے اور نہ شب بیداری میں۔ یہ سب بندگی کے موجب ہیں۔ درویشی، نہ دکھ دینا ہے۔ اگر تو نے یہ بات حاصل کی تو وصل باللہ ہوگا۔ اور اسی طرح انہوں نے کہا ہے کہ خدا داں ہو جاؤ۔ اگر خدا داں نہیں تو خود داں ہی ہو جاؤ، کیونکہ جب تم خود داں ہو گے تو خدا داں ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا کہ میں اس سے بہتر بات کہتا ہوں کہ خدا کے ہو جاؤ اگر خدا کے نہیں ہو سکتے تو خود ہی ہو جاؤ، اگر خود نہیں ہو سکتے تو خدائی ہو جاؤ۔ اور اشعار ذیل بھی اُن سے ہیں ؎

ما جملہ خدائے پاک پاکم ... نے ز آتش و باد و آب و خاکم
از ہستی و نیستی ہمیشہ ... عریاں شدہ ایم و جامہ خاکم

حقیقت دز خدا دیدن روا نیست ... کہ بیشک ہر دو عالم جز خدا نیست

نیگوییم کہ عالم او شدہ نے — کایں نسبت بدو کردن روا نیست
نہ او عالم شد و نے عالم او شد — ہمہ اوست و لیکن بدیں خطا نیست

ولہ رباعی

با خلق بدو چشم نہ بینیم ہر دم — از پائے طلب مے نشینیم ہر دم
گویند خدا بچشم نیز بتواں دید — آں ایشاں شد من چنینیم ہر دم

استاد

درد ہر نفسے شد و مشوش بودن — وز بہر دو روزہ عمر ناخوش بودن
جاں ہیچ و جہاں ہیچ و غم و زاری ہیچ — ہیچ است برائے ہیچ ناخوش بودن

استاد

باحسان خاطر مردم شود شاد — بہ تقوئے خانۂ دیں گردد آباد
بسوئے ایں صفت ار گشتہ یابی — رضائے خلق و خالق ہر دو یابی

تمام شد

کتب نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نعت سلطان عرب المعروف بہ گلزار یثرب حصہ اول

یعنی ہندوستان کے تمام باکمالوں کی عجیب و دلکش مقبول عام نعتیں اردو ۔ فارسی ۔ عربی ۔ پوربی ۔ زبان کی نہایت انتخاب سے جمع کر کے اس حصہ میں شائع کی گئی ہیں ۔ اور لطف یہ کہ بے نظیر مسدس ۔ ترجیع بند مخمسات اور سلام وغیرہ بھی مختلف باتوں کے درج کیے گئے ہیں ۔ کتاب کی لکھائی اور کاغذ کی صفائی اور چھپائی قابل دید ہے ۔ جو نعتیں خزینۂ نعت ۔ گنجینۂ نعت ۔ سفینۂ نعت میں درج ہیں وہ ان میں ایک بھی نہیں ✦ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶ر

نعت سلطان عرب المعروف بہ بہار یثرب حصہ دوم

اس حصہ میں بھی نوکھی دلکش اور جدید دل لبھانے والی ہر زبان کی نعتیں مختلف شعرا کی انتخاب کر کے چھاپی گئی ہیں اور قابل دید ہیں جو نعتیں پہلے حصوں میں آ چکی ہیں اس میں ایک بھی نہیں ہے ۔ گویا ہر ایک حصہ نعت میں نئے نئے قسم کی نعتیں ہیں ۔ نہایت ہی خوبصورت چھپائی ✦ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶ر

نعت سلطان عرب المعروف بہ دربار یثرب حصہ سوم

اس حصہ میں بھی عجیب تاثیر اور دلوں کو ہلا دینے والی نعتیں ہر زبان اور موقع کی درج ہیں مثلاً معراج شریف کی ۔ مولود شریف کی ۔ وفات شریف کی ۔ واقعہ کربلا کی ۔ مدح و توصیف کی عاشقان رسول اکرم کے دل کی آتش کا نمونہ ہیں ۔ عاشقان سرکار مدینہ انہیں پڑھیں اور ہمیں دعائے خیر سے یاد کریں ۔ نہایت عمدہ کاغذ پر چھپی ہے ✦ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔ ۶ر

خزینۂ نعت

یعنی ہندوستان کے تمام باکمالوں کی نعتوں کو یکجا جمع کر دیا گیا ہے جس میں اردو ، فارسی ، عربی ، پوربی ، زبان کی نہایت عمدہ عمدہ نعتیں موجود ہیں اور مولود کے وقت جو سلام پڑھے جاتے ہیں پانچ عدد درج ہیں اور ساتھ ہی نقشہ روضۂ اقدس رسول عالم صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہے ✦ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸ر

گنجینۂ نعت یعنی حصہ دوم خزینۂ نعت

اس کتاب میں بھی ہندوستان کے تمام اہل کمال شاعروں کی نعتیں ردیف وار درج ہیں اس کتاب سے عمدہ آج تک کوئی کتاب مولود خوانوں کے لئے اچھی نہیں چھپی ۔ نہایت عمدہ مزہ یہ کہ جو نعتیں خزینۂ نعت میں ہیں وہ اس میں نہیں ✦ قیمت ۔۔۔ ۶ر

سفینۂ نعت یعنی حصہ سوم خزینۂ نعت

اس کتاب میں بھی نہایت عمدہ عمدہ نعتیں جو اکثر مولود شریف میں پڑھی جاتی ہیں ردیف وار معہ مخمسات و تضمین و ترجیع بند و مسدس و مناجات وغیرہ کے درج ہیں اور نہایت خوشخط چھپی ہے ۔ اس میں تمام نئی نئی پُر درد دلوں کو ہلا دینے والی نعتیں درج ہیں ۔ ان ۳ حصوں کے خرید لینے سے مولود خوانوں کو کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی ✦ قیمت ۶ر

عین الفقر

یہ کتاب پُر از اسرار الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باہو قادری قدس اللہ سرہ العزیز کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے۔ اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا آگاہی ناظرین کیلئے چند مضامین درج ذیل کرتے ہیں۔ جو اس کتاب نایاب میں ہیں۔ حمد۔ نعت سبب تالیف و نام کتاب۔ مرشد کامل و مرشد ناقص۔ سالک مجذوب مجذوب سالک۔ علم دین علم دنیا۔ ذکر سری کا بیان اور اسکی فضیلت۔ مقام انا علم ظاہر سے علم باطن کا حصول۔ فقر کے مقامات۔ فقر آزادی سے نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت کو جمع کرنے سے ہوتا ہے۔ شرح برزخ اسم اللہ و توحید فنا فی اللہ۔ ذکر اللہ کے فتوحات کا تشریح اسم اللہ۔ ہر جاندار کے سانس سے اسم ہو نکلتا ہے کسر نفسی اور اس کا محاسبہ حصول کمال کیلئے ریاضت و مشقت مرشد کامل کی مثال اور اس کی ضرورت عشق حقیقی و عشق مجازی۔ عبادت میں توجہ نہ کرنا جب نفس فنا ہو جاتا ہے تو نفسانیت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا۔ مرشد کامل سے روگردانی۔ ذکر اللہ کی شان۔ توحید مطلق خلاف شرع گمراہی ہے۔ تجلیات و تحقیق مقامات نفس و ماسوے اللہ وغیرہ تجلی کے اقسام اور اس کے مقامات۔ ذکر مشاہدہ عشق الٰہی کے لوازمات۔ مرشد و طالب کی خصوصیات انسان کے وجود میں اسکے مقامات صاحب باطن و صاحب بطن صاحب زر و صاحب نظر۔ تلقین کا بیان اور اسکی مثال عارف دنیا و عارف عقبیٰ و عارف مولیٰ لطیفہ۔ استغراق معارف پر کشف و کرامات کا بند ہونا۔ مرشد کامل مرید کیلئے آئینہ ہو۔ مراتب علم و معرفت لطیفہ نفس سے مخالفت اور اس کے زیر کرنے کا بیان معہ تمثیل۔ فقیر کی سانس ذاکر ہوا کرتی ہے نفس و شیطان اور دنیا کی مثال نفسانیت اور اس کا نتیجہ ابلیس و نفس و دنیا کی اتفاق کی مثال۔ فقر فنا و فقر بقا اور فقر مختصر شریعت طریقت حقیقت کی مثال زندہ دل اور مردہ دل۔ ذکر علماء و فقراء علم رحمانی اور علم شیطانی۔ زبدۃ علم۔ الفقر لا یحتاج کے معنی مخالفت نفس۔ قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف اور غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل ہے۔ فقر میں کون کون مقام پیش آتے ہیں ذکر مشاہدہ و مراقبہ و خواب اور جواب برزخ و تغیر غرق بوحدت۔ ذکر روحی اور ذکر سری۔ مراقبہ اور اسکی ضربیں مراقبہ کی مثال مراتب مراقبہ۔ قلب کے اقسام عشق و محبت لطیفہ میں اصحاب کرام کی مثال۔ خاتمہ کتاب وغیرہ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اس ذخیرے بہا کو خرید فرمادیں۔ یہ کتاب نہایت خوشخط اردو ترجمہ ہو کر چھپ گئی ہے منگوائیں اور اس کے مطالعہ سے حظ اٹھائیں۔ قیمت ... ... عمر

مجالستہ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہی جس کا نہایت سلیس و ترجمہ کیا گیا ہی۔ اس میں بھی حضرت نے نہایت عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو نہایت خوبی سے بیان فرما کر طالبانِ خدا اور عاشقانِ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ اس کتاب میں جو جو مضامین ہیں اُن کو آگاہی ناظرین کیلئے درج ذیل کیا جاتا ہی تاکہ ناظرین بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ کے اس کتاب کو خرید فرماویں۔ حمد۔ نعت۔ کتاب کے لکھنے کی وجہ اور اسکی منفعت۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے کو اس سے نفع پہنچنا۔ تزکیہ نفس و مقام قلب روح وغیرہ کا بیان۔ معرفت الٰہی کا علم جسے حاصل ہونا اور علم ظاہر باطن کی مثال۔ مراقبہ کا تفصیلی بیان۔ مقام فنا فی الشیخ و مقام فنا فی الرسول کی شناخت۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس وغیرہ۔ فقیری بدون علم کے مذموم ہے۔ تصور اسم اللہ کی تاثیر۔ قلب سے خود بخود ذکر کا جاری ہونا۔ ذکر قلبی کی شناخت۔ انسان کے وجود میں اربعہ عناصر کی مثال۔ نفس کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس اور اس کے اقسام۔ روح پاک و روح ناپاک۔ شرح پیر و مرشد۔ قیمت ۔ ۲ر

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہی اور طالبان الٰہی کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ رسالہ کے مقاصد۔ طریقہ قادریہ کی فضیلت۔ طریقہ قادریہ کے اقسام۔ یاد الٰہی سے غافل رہنے کا نام دنیا اور اس کی بحث۔ طریقہ قادریہ میں معرفت الٰہی کے خزائن۔ سخاوت کی منفعت اور اس میں سے دنیا کی بے تعلقی کا ظہور۔ فقر کا ایک کنز اعظم۔ مرشد کے اقسام۔ شیخ بننا کوئی آسان کام نہیں۔ صاحب طریقہ قادریہ کے ابتدائی مراتب۔ حب دنیا سے طالب کے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ حب دنیا کے متعلق ایک حکایت۔ کل اولیا کے شیخ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول۔ مرشد ناقص بُدِّین کی حالت سے ناواقف ہوتا ہے۔ فقیر کو جلال و جمال دونوں مقامات سے گذرنا چاہیئے۔ فقیر کے وجود میں ذکر کے اقسام۔ سماع کا بیان۔ فقیران فنا فی اللہ کو ہوا و ہوس سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ دنیا کی نسبت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد۔ طالب اللہ کو فقیر کامل کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ ذکر دوام و فکر تمام کی شرح اور اس کی فضیلت۔ قیمت ۲ر

حجت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف سے ہے جس کا نہایت عمدہ ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔ اسمیں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد نعت انسان کامل کا بیان معرفت الٰہی کا ذکر اور اسکی شروط۔ مجدد فی کرکے سالہا نس دہ ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کا بندہ سے نزدیک ہونا علم کا راہ اور مرشد کا راہبر ہونا۔ خدا تعالےٰ کی معصیت میں اطاعت نہیں۔ اہل علم اور اہل فقر کا بیان کامل و ناقص میں تمیز خدا تعالےٰ کی نشانوں پر غور کرو اور اسکی ذات میں غور نہ کرو۔ بندہ جب خدا کو پکارتا ہے تو وہ اسکا جواب دیتا ہے شیطان جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں بن سکتا۔ طالب صادق کسی ورد کا محتاج نہیں ہوتا۔ اہل دیدار و طالب ربع سال کا بیان فقر جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر تھا حضرت خضر و حضرت موسےٰ علیہ السلام کا واقعہ۔ خدا تعالےٰ نے سب کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اہل علم اور اہل فقر کی مثال وسیلہ کی فضیلت فقیر کامل کا کوئی خلاف شرع کام نہ کرنا۔ ذکر قلبی اور مومن کی فراست کا ذکر۔ ذکر اللہ کا تمام وجود میں جاری ہونا۔ ذکر روحی کا بیان اور اسکی مثال فقیر ہمت شریعت پر ثابت قدم رہتا ہے نفس کے اقسام اور اسکی تفصیل خدا تعالےٰ تمہارے نفوں کو دیکھتا ہے اعمال کو نہیں دیکھتا مرشد کامل کا صاحب حضور ہونا عمل کیلئے ایک حرف ہی بس ہے علم لدنی کی صلاحیت اور اسکا حصول۔ اہل علم کی نظر سبب پر اور اہل فقر کی نظر مسبب پر ہوتی ہے مراقبہ کا بیان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو سر پر مٹی ڈالی اور انہوں نے آپکو نہ دیکھا علم ظاہری اور اسم اعظم کا بیان۔ فقیر اللہ دی کی حکایات نفس امارہ کی مخالفت فقراء کے اقسام نجات کا سبب۔ قیمت ۲

کلید التوحید

یہ رسالہ بابرکت از تصنیف لطیف حضرت سلطان باہو قدس سرہ العزیز سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں عرض کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس سراپا رحمت رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے اگر بے علم ہو تو عالم با معرفت ہو اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے اگر فقیر ہو تو غنی بنے مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ گنجینہ اسرار الٰہی بحکم خدا والسلام اور منظور یئے جناب سرور کائنات لکھا گیا ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام کلید التوحید رکھا گیا اس میں جو جو اعلیٰ مضامین ہیں انکی فہرست ملاحظہ ناظرین کیلئے درج ذیل کیجاتی ہے۔ حمد نعت رسالے کے لکھنے کا سبب اسکا نام اور اسکے مقاصد ارواح مقدسہ سے ملاقات کرنا۔ دوسرے کو نصیحت کرنے اور اپنے نفس کو بھول جانے کی مذمت۔ مرشد ناقص اور مرشد کامل کا بیان نفس امارہ کی سرکشی اور اسکا علاج انسان کے وجود میں مقامات نفس اور مقامات روح وسر وغیرہ کیونکر پہچانے جا سکتے ہیں نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کا بیان مرشد کامل میں آٹھ باتوں کا ضروری ہونا طریقہ قادریہ کا پہلا سبب کن فیکون کی شرح اور کل ارواح کی پیدائش کا حال سب سے پہلے نفس امارہ کی شیطان نے پیروی کی مقام جمعیت کی شرح۔ مراقب و بلند مراتب فقیر۔ اسم اللہ کی تاثیر انسان کے وجود میں کیسے ہوا کرتی ہے۔ سالک کے دل میں خطرات بد کا پیدا ہونا نفس و ارواح کی مثال۔ توبہ کرکے گناہ سے پاک ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ۲

اُردو ترجمہ مکتوبات میر سید علی ہمدانی

حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا اردو ترجمہ طالبان راہ حقیقت کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے .. ۸ر

اردو ترجمہ مع اصل کتاب ہشت شرائط خواجگان نقشبندیہ

تصنیف لطیف مُلا حسین صاحب خباز رحمۃ اللہ علیہ - یعنی بزرگان سرکار نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے قیمت ۲ر

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر و لطائف قلبی مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ و مقام دکھلایا گیا ہے قیمت ۲ر

اردو ترجمہ مجمع الاسرار

جناب حضرت پیر بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں طریقہ قادریہ کے اذکار اور اوراد کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - کتاب قابل دید ہے قیمت ایک روپیہ .. .. عمر

اردو ترجمہ ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جوہر ہے - خدا سے رابطہ و اتحاد کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے - کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو - کتاب قابل دید ہے قیمت .. .. عمر

اردو ترجمہ چہل حدیث

یہ کتاب چہل حدیث مطبوعہ مصر کا اردو ترجمہ ہے - مؤلف علیہ الرحمۃ نے ہر ایک حدیث کا نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے - اور اس کے ساتھ بزرگان عظام و اصحاب کبار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پڑھ کر رقت طاری ہو جاتی ہے - اگر ہمارا یہ کہنا غلط نکلے تو ہم حلف پر واپس لینے کے ذمہ دار ہیں دل ردمندوں کے لئے تو گویا اکسیر ہے قیمت ... عہ

اردو ترجمہ چہل مکتوب

یعنی جناب خواجہ عثمان جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے چالیس مکتوبات کا اردو ترجمہ - خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل توحید معرفت کو جس عمدگی سے ان مکتوبات میں ادا کیا ہے وہ بھی انہیں کا حصہ ہے - طالبان مولا اسے ضرور پڑھیں - بلکہ اس کو حرز جاں بنائیں - اور اس سے عمدہ عمدہ سبق حاصل کریں - نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ قیمت ایک روپیہ .. .. عمر

ہر ایک قسم کی فرمائش ملک چنن الدین ملک تاج الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی تاجران کتب بازار کشمیری قومی لاہور کے نام ہو